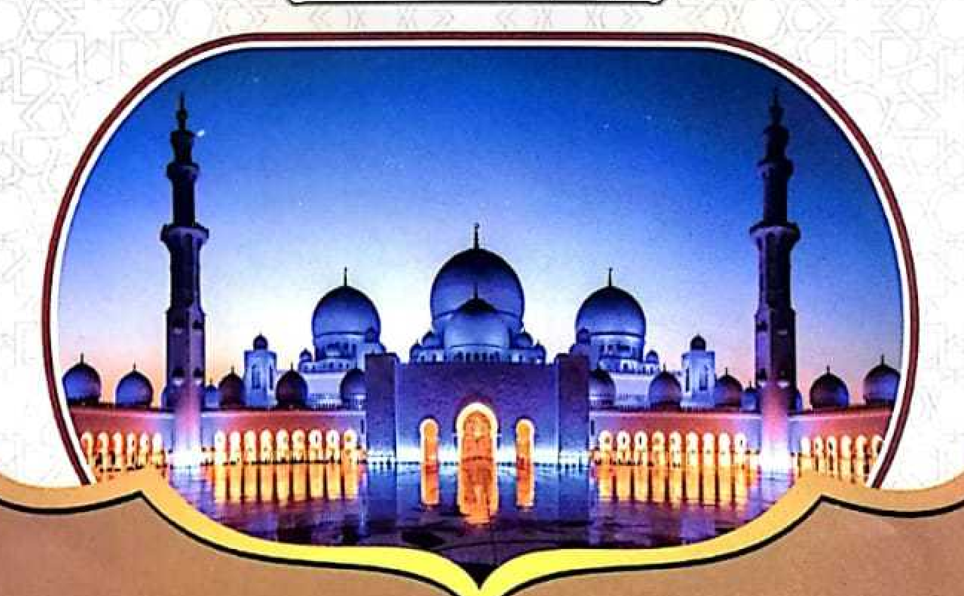
جامعہ دارالعلوم کراچی

کا ترجمان

ماہنامہ

البلاغ

محرم الحرام ۱۴۴۰ھ / اکتوبر ۲۰۱۸ء



بانی

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ

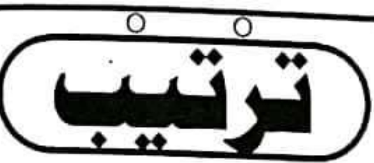
هٰذا بلاغٌ لِلنّاسِ



شمارہ ۱

جلد ۵۴





ذکرو فکر

آسان ترجمۂ قرآن

مقالات ومضامین

آپ کا سوال

جامعہ دارالعلوم کراچی کے شب و روز

نقد وتبصرہ

فی شمارہ ....۔/۳۵ روپے

سالانہ زرِتعاون ....۔/۴۰۰ روپے

بذریعہ رجسٹری ....۔/۵۵۰ روپے

سالانہ زر تعاون

بیرون ممالک

امریکہ، آسٹریلیا، افریقہ اور

یورپی ممالک ....۳۵ ڈالر

سعودی عرب، انڈیا اور متحدہ عرب

امارات ....۲۷ ڈالر

ایران، بنگلہ دیش ....۲۵ ڈالر

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ ''البلاغ'' جامعہ دارالعلوم کراچی

کورنگی انڈسٹریل ایریا کراچی ۷۵۱۸۰

فون نمبر:۔ 021-35123222
021-35123434

بینک اکاونٹ نمبر

9928-0100569829

میزان بینک لمیٹڈ

کورنگی دارالعلوم برانچ کراچی

Email Address:
monthlyalbalagh@gmail.com
www.darululoomkarachi.edu.pk



پبلشر:۔ محمد تقی عثمانی

پرنٹر:۔ القادر پرنٹنگ پریس کراچی



خطاب: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، دامت برکاتہم
ضبط وترتیب ـــــ جمیل طارق کراچوی، شفیق الرحمٰن کراچوی



ہم آزادی کا دن کیوں مناتے ہیں؟

حمد وستائش اس ذات کے لئے ہے جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا
اور
درود وسلام اس کے آخری پیغمبر پر جنہوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا

- ۲/ذوالحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۴/اگست ۲۰۱۸ء منگل کے روز حسب معمول، جامعہ دارالعلوم کراچی میں یوم استقلال پاکستان کی مناسبت سے ایک باوقار تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں جامعہ کے مختلف تعلیمی شعبہ جات کے طلبہ نے عمدہ پروگرام پیش کئے اور آخر میں یوم آزادی کی مناسبت سے نائب رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا بصیرت افروز اور مفید بیان ہوا، قارئین کے فائدے کے لئے یہ خطاب شامل اشاعت ہے ـــــــــــــــــــ (ادارہ)

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا ومولانا وحبيبنا وشفيعنا وسيدنا محمدوعلى اله واصحابه اجمعين وعلى كل من تبعهم باحسان إلى يوم الدين. أما بعد:

حضراتِ اساتذہ کرام، معزز حاضرین و منتظمین اور میرے عزیز طالب علم ساتھیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

الحمد للہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے آج ہم اپنے محبوب اور پیارے پاکستان کا اکہترواں

یومِ آزادی منا رہے ہیں، اس موقعے پر ہر سال الحمدللہ جامعہ دارالعلوم کراچی میں یومِ آزادی کی تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے، آج بھی ہمارے طلبہ نے الحمدللہ بڑے قابلِ تعریف پروگرام پیش کئے، اور بڑے جذبے کے ساتھ قومی اور ملی نغمے بھی ہم نے سنے، اور ماشاء اللہ اس موقعہ پر نظم وضبط کے جو مظاہرے کئے گئے، اور جو تقریریں طلبہ نے کیں، میں ان سب پر ان سب حضرات کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے علم وعمل میں اور ان کی نیتوں میں برکت عطا فرمائے، اور وہ ملک پاکستان کے لئے عظیم اثاثہ ثابت ہوں۔

اس سلسلے میں تمام ہی اساتذۂ کرام اور تمام منتظمین جنہوں نے اس تقریب کا اہتمام کیا ہے قابل مبارک باد ہیں، لیکن خاص طور پر مولانا رشید اشرف صاحب قابل مبارکباد ہیں جو اس قسم کی تقریبات کے انتظام کے روحِ رواں ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو عافیت کے ساتھ جلد صحت یاب فرمائے، اور ان کی بیماریاں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جلدی دور فرمائے، اور ان کو عافیت اور سلامتی کے ساتھ عمرِ دراز عطا فرمائے۔(آمین)

الحمدللہ! آج ہم پاکستان کے اکہترویں یومِ آزادی کی تقریب کے لئے جمع ہیں، اور جیسا کہ مجھ سے پہلے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم نے بہت ہی مختصر لیکن انتہائی جامع انداز میں اس عظیم نعمت اور اس کی مادی نعمتوں کا ذکر کیا جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے پاکستان کی صورت میں ہمیں عطا فرمائی ہیں، اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے اندر جو جو منفعتیں ہمارے لئے رکھی ہیں ان کی طرف بھی انہوں نے اشارہ کیا، اور اس بات کی طرف ہمیں متوجہ کیا کہ ان ساری نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی ضرورت ہے اور ناشکری کے جو کلمات ہماری زبانوں پر آجاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے ہمیں محفوظ رکھے، کیوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ (سورۂ ابراہیم:۷) اگر تم شکر گزار بنوگے تو میں تمہیں اور زیادہ نعمتیں عطا کروں گا، اللہ تعالیٰ ہمیں شکر گزار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

دو باتیں

اس موقعہ پر میں دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں، ایک بات یہ ہے جو بعض اوقات لوگوں کے ذہنوں میں ایک شبہ کے طور پر یا ایک سوال کے طور پر پیدا ہوتی ہے، کہ جب سے دارالعلوم قائم ہوا ہے ہم ۱۴/اگست کی تقریب منایا کرتے ہیں، اور اس موقعہ پر کبھی مختصر، کبھی مفصل اجلاسات بھی منعقد ہوتے ہیں جن میں پاکستان

کی تاریخ بھی بعض اوقات بیان کی جاتی ہے، اور پاکستان کے مقاصد کا بھی ذکر ہوتا ہے، بعض مرتبہ دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اپنے آپ کو جو حضراتِ علماء دیوبند سے وابستہ قرار دیتے ہیں اور انہیں کے خوشہ چین ہیں، کیونکہ ہمیں اس بات پر الحمدللہ مکمل اعتماد اور یقین ہے کہ حضراتِ علماء دیوبند ہمارے لئے بہترین اُسوہ ہیں اور یہ اس لئے ہیں کہ وہ اتباعِ سنت کی تصویر ہیں، اور ہمیں اس بات پر مکمل اعتماد ہے کہ ہمارے اکابر علماء دیوبند، اہل السنۃ والجماعۃ کے طریقے، اور ما انا علیہ و اصحابی کا مظہر ہیں، اور چونکہ حضراتِ علماء دیوبند اور ان کی اتباع میں ہم بحیثیت خدّام جامعہ دارالعلوم کوئی دن نہیں منایا کرتے، کسی کی برسی نہیں منایا کرتے، کسی کی پیدائش کا دن نہیں منایا کرتے، یہاں تک کہ اس کائنات میں سب سے زیادہ عظیم ہستی جو درحقیقت وجہِ تخلیقِ کائنات ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ پیدائش بھی ہم لوگ نہیں مناتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ یومِ پیدائش جس کو آج کی اصطلاح میں " عیدمیلادالنبی " کہا جاتا ہے وہ بھی ہم نہیں مناتے، لیکن یومِ پاکستان مناتے ہیں، ۱۴/اگست کو یومِ آزادی مناتے ہیں، تو بعض لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اگر دن منانا ہے تو اس کا سب سے زیادہ مستحق نبی کریم سرورِ دوعالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن ہے یا آپ کی یاد ہے جس کو منانے کے لئے کوئی تقریب منعقد کی جائے، کیا وجہ ہے کہ ہم عیدمیلادالنبی نہیں مناتے لیکن آزادیٔ پاکستان کا دن مناتے ہیں؟

یومِ آزادی ایک ملکی تقریب ہے مذہبی تقریب نہیں ہے

تو میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ اس کائنات کی تاریخ میں سب سے بڑا اور عظیم دن وہ تھا جس دن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کائنات کی ہدایت کے لئے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، اس سے زیادہ عظیم دن انسانی تاریخ میں کوئی اور نہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعلیمات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سنت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سنت یہ ہے کہ انہوں نے کبھی نبی کریم سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دن نہیں منایا، اور اس لئے نہیں منایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے مبعوث فرمایا تھا تاکہ آپ کی ہدایت کی روشنی سے کائنات منوّر رہو اور لوگ آپ کی تعلیمات کی اتباع اور پیروی کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات ہر قسم کی رسمی کاروائیوں سے کہیں بالاتر ہے، اور

حضراتِ صحابہ کرام، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ایک ایک سانس کے بدلے اپنی ساری زندگیاں نچھاور کر سکتے تھے انہوں نے کبھی یہ دن نہیں منایا، جب انہوں نے یوم میلاد نہ منایا ہو اور انہوں نے اس سے احتراز کیا ہو اور اس کے بجائے ساری زندگی اتباعِ سنت کی کوشش کی ہو، اس کو اگر ہم منانا شروع کریں تو دین اور دین کے احکام میں اضافہ ہوگا اور دین کے کام میں کوئی اضافہ "بدعت" کہلاتا ہے، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے من احدث فی امرناھذا مالیس منه فهو ردّ (الحدیث)

اور عید میلاد النبی چونکہ ایک مذہبی معاملہ ہے، مذہبی تقریب اور مذہبی عید کے تصور سے منائی جاتی ہے اور اس کا نام بھی عید رکھا گیا ہے اور کوئی تقریب اگر کوئی شخص مذہب کا حصہ سمجھ کر منائے گا تو یہ دین میں اضافہ ہوگا جس کا نام بدعت ہے، اس لئے ہمارے اکابر علماء کرامؒ نے اس کے منانے کا اہتمام نہیں کیا، لیکن جہاں تک ۱۴/اگست کا تعلق ہے تو یہ کوئی مذہبی یا دینی تقریب نہیں، بلکہ یہ ملکی تقریب ہے، اور ملک کی آزدی اور اس کی نشانی کے طور پر اس کو منایا جاتا ہے اور اس کو منانے والا کوئی شخص بھی اس کو دین کا حصہ اور مذہب کا جز سمجھ کر نہیں مناتا بلکہ اسے محض ایک ملکی تقریب کے طور پر منایا جاتا ہے۔

پاکستان ایک ملک ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا اور ایسا ملک عطا فرمایا جس کی تفصیل مولانا عزیز الرحمٰن صاحب نے بیان کی ہے تو یوم آزادی ایک ملکی تقریب ہے اور ہم اسے ایک ملک کی تقریب کے طور پر منا رہے ہیں، لہٰذا یہ بدعت نہیں کیونکہ کوئی بھی چیز بدعت اس وقت بنتی ہے جب وہ شریعت کا حصہ نہ ہو اور اس کو شریعت کا حصہ بنا دیا جائے، لیکن یہ کوئی شریعت یا دین کا حصہ یا کوئی دینی تقریب نہیں، بلکہ ایک ملکی تقریب ہے اور یہ ایسا ہے جیسا کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر کے اندر اجتماع کرے تو یہ اس کے گھر کی تقریب ہے دینی تقریب نہیں، اسی طریقے سے ہم پاکستان کا یومِ آزادی اس لئے مناتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے یہ نعمت ہمیں عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ ملک ووطن کی تقریب کے طور پر ہی اس کو منایا جاتا ہے۔

یوم آزادی کا کسی حکومت سے کوئی تعلق نہیں

دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ یہ ایک ملکی تقریب ہے لہٰذا کسی حکومت یا کسی سیاست سے اس کا کوئی تعلق نہیں، ہماری اکہتر سالہ تاریخ کے دوران، مختلف حکومتیں آئیں، بڑے بڑے ظالم و جابر حکمران بھی آئے، بد دین حکمران بھی آئے، اور ایسے حکمران بھی آئے جن سے ہمیں اختلاف رہا، لیکن سیاسی حالات کی وجہ سے یا

کسی ناپسند حکمران کے آنے کی وجہ سے یومِ آزادی کے بارے میں خیال درست نہیں ہے کہ چونکہ حکمران ہماری مرضی کا نہیں ہے اس لئے ہم یومِ آزادی نہیں منائیں گے، بلکہ یہ ایک ملکی تقریب ہے، وطن کا دن ہے اور ملک کی آزادی کی یادگار ہے، اور اُس آزادی کی یادگار ہے جس کے لئے ہمارے اکابر نے قربانیاں دی ہیں، جس کے لئے بے شمار مسلمانوں نے اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا ہے، ابھی مولانا نے ایک بات فرمائی اور بڑی درست بات فرمائی کہ ریاست اور چیز ہے، حکومت اور چیز ہے۔

ریاست ہماری ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اس ریاست کے حصول کی خوشی ہر حال میں ہے، چاہے ہمارے حالات کتنے ہی خراب کیوں نہ ہو جائیں، لہٰذا اس وجہ سے ہم یہ تقریب مناتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس تقریب کو مسلمانوں کے لئے، پاکستان کے لئے، عالمِ اسلام کے لئے ترقی کا ذریعہ بنائے۔

اس وقت جیسا کہ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ پاکستان کا تصور بہت سے لوگوں نے ایسا بنا دیا ہے جیسے معاذ اللہ یہ ایک ناکام ملک ہو، اور اس کا اصل مقصد بالکل پورا نہ ہوا ہو اور جیسے اس کے اندر خرابیاں ہی خرابیاں ہوں، بیشک بہت سی خرابیاں موجود ہیں، بے شک ہم اس منزل کو ابھی تک نہیں پاسکے جس منزل کی خاطر یہ قربانیاں دی گئی تھیں اور پاکستان معرضِ وجود میں آیا تھا، وہ منزل بے شک ابھی تک ہم حاصل نہیں کرسکے، لیکن اسکے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان موجودہ حالات میں بھی دوسرے تمام اسلامی ممالک سے ہزار درجہ بہتر ہے، دینی اعتبار سے بھی اور دنیاوی اعتبار سے بھی۔ دنیا کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے کیا کیا نعمتیں دیں ہیں مولانا عزیز الرحمٰن صاحب نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

پاکستان کو دوسرے اسلامی ممالک کے مقابلے میں بہت سی خصوصیات حاصل ہیں

اس کرۂ ارض کے اندر جتنی اسلامی ریاستیں ہیں، جتنی اسلامی حکومتیں ہیں تقریباً میں ان سب میں جاچکا ہوں، ان کے قریبی حالات سے باخبر ہوں، ان کے اندرونی حالات سے باخبر ہوں، وہاں کے عوام کی صورت حال سے باخبر ہوں، اس تمام باخبری کے بعد میں یہ کہتا ہوں اور یہ کہنا انشاء اللہ بالکل درست ہے اور اس میں ذرّہ برابر مبالغہ نہیں ہے کہ دینی اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو سارے اسلامی ممالک کے مقابلے میں کہیں بڑھ کر خصوصیت عطا کی ہے، حرمین شریفین کی بات تو اور ہے، حرمین شریفین کا کوئی مقابلہ نہیں ہوسکتا، اس

کا کسی کے ساتھ بھی مقابلہ نہیں کیا جاسکتا، اللہ تعالیٰ نے جو تقدس سرزمین حجاز کو عطا فرمایا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیا ہوا تقدس ہے، دنیا کی کوئی زمین، کوئی علاقہ اور کوئی خطہ حرمین شریفین کا مقابلہ نہیں کرسکتا، لیکن مجموعی دینی حالات کے اعتبار سے بھی میں یہ سمجھتا ہوں کی پاکستان اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اور جتنے اسلامی ممالک ہیں ان سب سے بدرجہا بہتر ہے، میں نے آپ حضرات کو شاید پچھلے یوم آزادی ہی کے موقعے پر بتایا تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین کا جو جذبہ اور دین پر عمل کی جو خواہش اور دین کو پھیلانے، پہنچانے، تبلیغ، دعوت، تدریس اور علوم اسلامیہ کی حفاظت، جتنی خدمات اللہ تبارک وتعالیٰ نے پاکستان کے ذریعے لی ہیں وہ کسی بھی اسلامی ملک میں موجود نہیں ہیں، اگر ان نعمتوں کی ناشکری کرتے ہوئے ہر وقت پاکستان کو برا کہا جاتا رہے اور پاکستان کی تنقیص کی جاتی رہے تو یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری اور کفرانِ نعمت ہے، اللہ تعالیٰ اس کفرانِ نعمت سے ہماری حفاظت فرمائے۔

مجھے حیرت ہوتی ہے ان لوگوں پر جو پاکستان سے باہر کسی اور ملک میں روزگار کی خاطر آباد ہوتے ہیں، اور وہاں کے حالات کا مقابلہ پاکستان سے کرتے ہوئے پاکستان کا مذاق اڑانے کی کوشش کرتے ہیں کہ پاکستان میں یہ ہوتا ہے پاکستان میں یہ ہوتا ہے، اور جس ملک میں وہ رہ رہے ہوتے ہیں اس کی تعریفیں کرتے ہیں، اس کے نظم وضبط کی تعریفیں کرتے ہیں، یہاں یہ نہیں ہوتا پاکستان میں ہوتا ہوگا، اس قسم کے جملے بولتے ہیں، لیکن جب کبھی ان کو اپنی ضروریاتِ زندگی خریدنے کا موقعہ آتا ہے تو وہ سارے سال کی ضروریات پاکستان سے خرید کرلے جاتے ہیں کیونکہ یہاں سستی چیزیں ملتی ہیں، تو خرید کے لیکر جائیں گے پاکستان سے اور برا بھی کہیں گے پاکستان کو، یہ پاکستان کی بہت بڑی ناشکری ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے پاکستان کے اندر آپ کو بحیثیت ایک عالمِ دین کے، بحیثیت ایک طالبِ علم کے مکمل آزادی ہے کہ آپ مدرسے قائم کریں، جتنے مدرسے پاکستان کے اندر موجود ہیں الحمدللہ اتنے مدرسے آپ کو کسی اور اسلامی ملک میں نہیں ملیں گے، مسجدوں کے اندر آزادی کے ساتھ جس طرح آپ درس قرآن یہاں دے سکتے ہیں کسی اور ملک میں نہیں دے سکتے وہاں جمعہ کے خطبہ بھی چھپے ہوئے آتے ہیں، اور ان کو مانیٹر کیا جاتا ہے، ان کو سنا جاتا ہے اور اگر کوئی بات حکومت کی منشاء کے خلاف کسی خطیب نے کہدی تو اس کا ٹھکانہ جیل خانے میں ہوتا ہے، آج بھی عرب ممالک کے اندر علماء کی ایک بہت بڑی تعداد صرف اس وجہ

سے جیل کے اندر ہے کہ انہوں نے کسی وقت حق کا کلمہ کہہ دیا تھا جو حکومت کو ناگوار گزرا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ نعمتیں ہمیں عطا فرمائی ہیں، اس کے بعد بھی اگر ہم اس نعمت کی ناشکری کریں، پاکستان کو برا کہیں، پاکستان کی محبت دل میں نہ رکھیں اور اس نعمت کا شکر ادا نہ کریں تو یہ بدترین ناشکری ہے، بدترین کفران نعمت ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ جن تکلیفوں میں ہم مبتلا ہیں ان ایک کی بڑی وجہ یہ کفران نعمت بھی ہے، اگر پانی نہیں مل رہا، اگر رشوت کا بازار گرم ہے، اگر جرائم کا بازار گرم ہے تو یاد رکھیں کہ حکومتوں کو ہم برا کہتے ہیں، لیکن ہم پر جو لوگ حکمران بنکر آتے ہیں وہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے حاکموں کو برا نہ کہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو، اللہ تعالیٰ سے مانگو، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کرو، اس سے اللہ تعالیٰ سے تمہارا تعلق مضبوط ہوگا، اور اگر اس میں سستی کی اور اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط نہ کیا تو اللہ بچائے پھر بُرے سے بُرے حکمران آتے رہیں گے۔

اپنے آپ کو سنواریں

یہ حکمران تو آتے جاتے رہیں گے، سیاسی انقلابات پلٹے کھاتے رہیں گے، اور سیاسی ماحول بدلتا رہے گا، لیکن الحمدللہ ریاست پاکستان اپنی جگہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، اس کا ہمیں ہر قیمت پر تحفظ کرنا ہے، اس سے ہمیشہ محبت کرنی ہے، اس سے پیار کرنا ہے، اس کی قدر پہچانی ہے، اور قدر پہچاننے کا سب بڑا طریقہ یہ ہے کہ اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے اور اس نعمت پر شکر ادا کر کے ہم اپنے اعمال کو درست کریں، ہم اپنی حالت کو دیکھیں۔

قرآن کریم کی آیت ہے۔ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ) (المائدۃ:۱۰۵) اے ایمان والو! اپنی خبر لو، اگر کوئی گمراہی کی طرف جارہا ہے، کوئی گمراہ ہورہا ہے تو اگر تم خود صحیح راستہ پر ہو تو وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا، لہٰذا ہر انسان یوم پاکستان کے موقع پر اس بات کا عہد کرے اور اپنے دل میں اس بات کا پختہ عزم کرے کہ جس مقصد کے لیے یہ ملک قائم ہوا تھا اس تک پہنچنے کا سب سے بڑا تقاضہ یہ ہے کہ میں اپنے آپ کو درست کرلوں، میرے عقائد درست ہوں، میری عبادات درست ہوں، میرے معاملات درست ہوں، میرے اخلاق درست ہوں اور میں اتباع سنت کی زندگی اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضائے کامل کے مطابق گزارنے کی پوری

کوشش کروں، یہ عہد تازہ کرنے کا وقت ہے، یہ عزم پختہ کرنے کا وقت ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے، اپنی رحمت سے ہمیں بحیثیت پاکستانی اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جو شخص جہاں ہے وہ اگر اپنی ذمہ داری صحیح طریقہ سے ادا کرے گا تو پورا ملک سنور جائے گا، پورا ملک درست ہو جائے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ پاکستان کو ہر شر سے، ہر فتنے سے اور ہر طرح کی بلاؤں اور آفات سے محفوظ رکھے، اور دشمنوں کی سازشوں کو جو اس وقت پاکستان کی طرف پوری طرح متوجہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ناکام فرمائے۔

پاکستان عالم اسلام کی قوت ہے

اسرئیل کے مقابلے میں کچھ عرب ملک تھے جو رفتہ رفتہ طاقت حاصل کر رہے تھے اور کسی وقت اسرائیل کا مدمقابل بن سکتے تھے، عراق تھا جو طاقتور ہو رہا تھا، بعد میں مصر تھا جو کسی قدر طاقت حاصل کر رہا تھا، لیبیا تھا وہ بھی کسی طرح طاقت حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا، شام تھا جو طاقت حاصل کر رہا تھا، یہ چار ممالک اسرائیل کے قریب تھے، ان میں ایسی طاقت جمع ہو رہی تھی کہ کسی بھی وقت اسرائیل کو ان سے خطرہ ہو سکتا تھا اور اسرائیل کا مقابلہ کرنے کے وہ اہل ہو سکتے تھے، لیکن ایک ایک کر کے سب کو ختم کر دیا گیا، آپ نے دیکھا عراق کا کیا حال ہوا؟ آپ نے دیکھا مصر کا کیا حال ہوا؟ آپ نے دیکھا شام کا کیا حال ہوا؟ آپ نے دیکھا لیبیا کا کیا حال ہوا؟ اب یہ چار ممالک ختم کرنے کے بعد دشمنوں کی نگاہیں پاکستان کی طرف مرکوز ہیں، کیونکہ پاکستان ان تمام ممالک کے مقابلے میں بہتر حالت میں ہے، اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے پاکستان پورے عالم اسلام کی قوت ہے، اللہ نے اس کو ایٹمی طاقت بنایا ہے اور یہی اس کا " جرم " ہے۔

پاکستان کے دو "جرم"

پاکستان کے دو جرم ہیں ایک جرم یہ ہے کہ یہ اسلام کے نام پر بنا ہے اور اس میں اسلامی شریعت کو نافذ کرنے کے لئے کچھ اقدامات کیے گئے ہیں، جس کے لیے تحریکیں چلتی رہتی ہیں اور جد وجہد ہو رہی ہے، دوسرا جرم یہ ہے کہ یہ ایٹمی طاقت بن گیا لہٰذا عرب ممالک کو ناکارہ کرنے کے بعد دشمنوں کی نگاہیں سب سے زیادہ ہمارے پاکستان کے اوپر ہیں، کیونکہ اب یہ ایک واحد ملک رہ گیا ہے جو دشمن کا مقابلہ کر سکتا ہے، الحمد للہ پاکستان کو بڑی طاقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے عطا فرمائی ہے، ہماری فوج دنیا کی بہترین افواج میں شمار ہوتی ہے، اس کو

ساری دنیا مانتی ہے۔ایک پاکستان دوسرا ترکی، یہ دو ملک ایسے ہیں جو اس وقت دشمنوں کے نشانے پر ہیں۔

کسی ملک کو نشانہ بنانے کا طریقہ کیا ہوتا ہے؟

جب کسی ملک کو نشانہ بنایا جاتا ہے تو نشانہ بنانے کے لئے براہ راست وہاں کے باشندوں کو یہ نہیں کہا جاتا کہ تم اپنے آپ کو فنا کردو، تم اپنے آپ کو ہلاک کرڈالو، بلکہ وہاں اس کے لیے مختلف طریقے اختیار کئے جاتے ہیں، بہانے ڈھونڈے جاتے ہیں، آپ دیکھیں کہ عراق میں کیا ہوا؟ صدام کے خلاف ایک فضا بنائی گئی اور عوام میں اس کے خلاف نفرت پیدا کی گئی اور اس کے نتیجے میں عراق میں جو کچھ ہوا وہ آپ نے دیکھا۔مصر میں شام میں یہ لفظ استعمال کیا جاتا تھا کہ یہ الربیع العربی یعنی عرب کی بہار ہے، اسے " عرب اسپرنگ " کا نام دیا جاتا تھا، وہاں لوگوں نے اٹھ کر اپنے حکمرانوں کا مقابلہ کیا اور ان کو تہ و بالا کرڈالا اور بعد میں جب ملک کا شیرازہ بکھر گیا، قوت کمزور پڑگئی تو اس کے بعد امریکہ اور اسرائیل نے اپنے مقاصد پورے کرنا شروع کر دیے، لہٰذا پاکستان پر بظاہر ان شاء اللہ، ایسا نہیں ہوگا کہ کوئی غیر ملکی طاقت حملہ آور ہوجائے ان شاء اللہ ایسا نہیں ہوسکتا لیکن ایسے فتنے پیدا کیے جائیں گے، ایسے طریقے پیدا کیے جائیں گے، جن کے نتیجہ میں اس ملک کے اندر خلفشار ہو، اس ملک کے اندر افراتفری ہو اور افراتفری اور خلفشار سے فائدہ اٹھا کر دشمن اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے ۔لہٰذا ہمیں بہت ہی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے ،ہمیں بیدار رہنے کی ضرورت ہے اور اپنے ہر قول وفعل میں اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ کہیں ہم کسی فتنہ کا شکار نہ ہوجائیں ،ہم کسی سازش کا شکار نہ ہوجائیں اور اس بارے میں بڑی احتیاط کے ساتھ قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔

ہر دلکش نعرے کے پیچھے نہ چلیں

میں اپنے عزیز طلبہ سے بھی یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ فتنوں کا دور ہے اور فتنوں کے اس دور میں بعض اوقات بڑے دلکش اور دل کو لبھانے والے نعرے بلند کئے جاتے ہیں اور ان نعروں کی طرف لوگوں کو کھینچا جاتا ہے، یہ نعرے دیکھنے میں بظاہر بڑے شاندار ہوتے ہیں، بڑے حوصلہ افزا ہوتے ہیں جیسے نفاذ شریعت کے نام پر ہتھیار اٹھانے کا نعرہ، دیکھنے میں معلوم ہوتا ہے کہ اس سے نفاذ شریعت مقصود ہے اور اس کے لئے اگر اپنی جان بھی قربان کرنیکی ضرورت پڑے تو شہید ہوں گے، جنت ملے گی ،بہترین دل لبھانے والا دل کش نعرہ ہے، لیکن یہ نعرہ ! اس کی رسی اور دوڑ کہاں سے ہل رہی ہے یہ نظر نہیں آتا، اس واسطے ہر دلکش نعرے کے پیچھے چلنے کی

عادت چھوڑ دیں اور سنجیدگی، متانت، فہم اور دانش مندی کے ساتھ اپنے ان اساتذۂ کرام کی ہدایات کے مطابق چلیں جن سے آپ کتاب وسنت کا درس لے رہے ہیں، اگر آپ کو ان اساتذہ پر اعتماد نہیں ہے جن سے آپ کتاب وسنت پڑھ رہے ہیں تو پھر ان سے مت پڑھیے، لیکن اگر آپ کو اپنے اساتذہ پر بھروسہ ہے تو پھر ان کی حکمت اور بصیرت پر بھی بھروسہ کیجیے اور پاکستان کے لئے، پاکستان کی بقا کے لئے اور پاکستان کو مضبوط کرنے کے لئے بھی وہی راستہ اختیار کیجئے جو آپ کے اساتذۂ کرام کی ہدایات کی روشنی میں ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے، اپنی رحمت سے، ہمیں پاکستان کی قدر پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے، ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سب کو یوم آزادی کی مبارک باد پیش کرتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو ہمارے لیے مبارک فرمائے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم

توضیح القرآن

آسان ترجمۂ قرآن

...... اٰیاتھا ۱۶۵	سورۃ الانعام	...... رکوعاتھا ۲۰ ......

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾

(ان کافروں سے) کہو کہ : "ذرا زمین میں چلو، پھرو، پھر دیکھو کہ (پیغمبروں کو) جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا[1] ؟" (۱۱) (ان سے) پوچھو کہ : "آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ کس کی ملکیت ہے؟" (پھر اگر وہ جواب نہ دیں تو خود ہی) کہہ دو کہ : "اللہ ہی کی ملکیت ہے۔ اس نے رحمت کو اپنے اُوپر لازم کر رکھا ہے۔ (اس لئے توبہ کرلو تو پچھلے سارے گناہ معاف کردے گا، ورنہ) وہ تم سب کو ضرور بالضرور قیامت کے دن جمع کرے گا جس کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے، (لیکن) جن لوگوں نے اپنی جانوں کے لئے گھاٹے کا سودا کر رکھا ہے، وہ (اس حقیقت پر) ایمان نہیں لاتے (۱۲)

(۱) مشرکینِ عرب شام کے تجارتی سفر کے دوران ثمود اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیوں سے گذرا کرتے تھے جہاں ان قوموں کی تباہی کے آثار انہیں آنکھوں سے نظر آتے تھے۔ قرآنِ کریم انہیں دعوت دے رہا ہے کہ وہ ان قوموں کے انجام سے عبرت حاصل کریں۔

وَ لَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَ النَّهَارِ ؕ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ يُطْعِمُ وَ لَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّيْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾ وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۸﴾

اور رات اور دن میں جتنی مخلوقات آرام پاتی ہیں، سب اسی کے قبضے میں ہیں (۱)، اور وہ ہر بات کو سنتا، ہر چیز کو جانتا ہے۔" (۱۳) کہہ دو کہ: "کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو رکھوالا بناؤں؟ (اُس اللہ کو چھوڑ کر) جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اور جو سب کو کھلاتا ہے، کسی سے کھاتا نہیں"؟ کہہ دو کہ: "مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ فرماں برداری میں سب لوگوں سے پہل کرنے والا میں بنوں" اور تم مشرکوں میں ہرگز شامل نہ ہونا (۱۴) کہہ دو کہ: "اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے ایک زبردست دن کے عذاب کا خوف ہے۔" (۱۵) جس کسی شخص سے اس دن وہ عذاب ہٹا دیا گیا، اس پر اللہ نے بڑا رحم کیا، اور یہی واضح کامیابی ہے (۱۶) اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو خود اس کے سوا اسے دُور کرنے والا کوئی نہیں، اور اگر وہ تمہیں کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہی ہے (۱۷) اور وہ اپنے بندوں کے اُوپر مکمل اقتدار رکھتا ہے، اور وہ حکیم بھی ہے، پوری طرح باخبر بھی (۱۸)

---

(۱) غالباً اشارہ اس طرف ہے کہ رات اور دن کے اوقات میں جب لوگ سوتے ہیں تو دوبارہ بیدار بھی ہوجاتے ہیں، حالانکہ نیند بھی ایک چھوٹی موت ہے جس میں انسان دُنیا سے بے خبر اور بالکل بے اختیار ہوجاتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہوتا ہے، اس لئے جب وہ چاہتا ہے اسے بیداری کی دُنیا میں واپس لے آتا ہے۔ اسی طرح جب بڑی موت آئے گی تب بھی انسان اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہوگا، اور وہ جب چاہے گا، اسے دوبارہ زندگی دے کر قیامت کے یوم حساب کی طرف لے جائے گا۔

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ۣ شَهِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ۫ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ ؕ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰی ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّ اِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰﴾

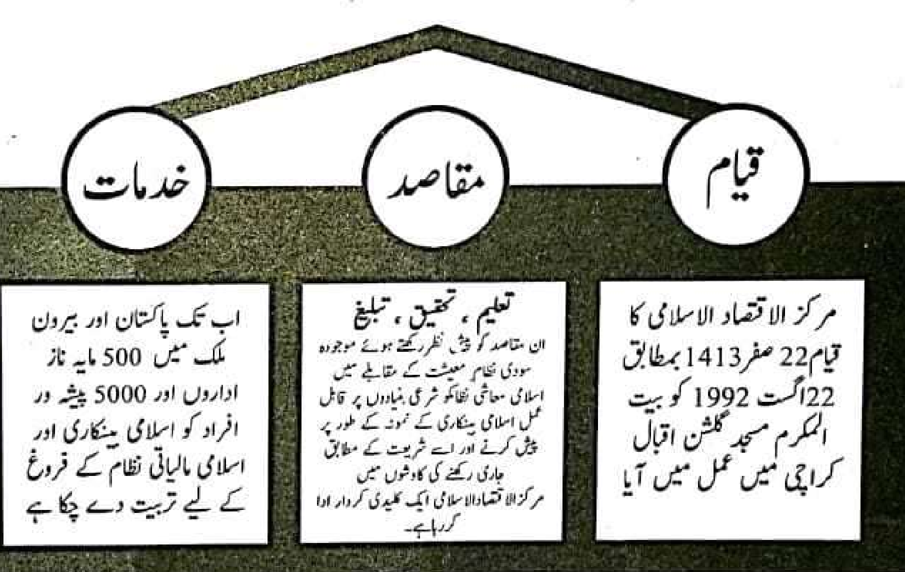
کہو: " کون سی چیز ایسی ہے جو (کسی بات کی) گواہی دینے کے لئے سب سے اعلیٰ درجے کی ہو؟" کہو: "اللہ! (اور وہی) میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔ اور مجھ پر یہ قرآن وحی کے طور پر اس لئے نازل کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعے میں تمہیں بھی ڈراؤں، اور ان سب کو بھی جنہیں یہ قرآن پہنچے۔ کیا سچ مچ تم یہ گواہی دے سکتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں؟" کہہ دو کہ: "میں تو ایسی گواہی نہیں دوں گا۔" کہہ دو کہ: "وہ تو صرف ایک خدا ہے، اور جن جن چیزوں کو تم اس کی خدائی میں شریک ٹھہراتے ہو، میں ان سب سے بیزار ہوں۔" (۱۹) جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ ان کو (یعنی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو) اس طرح پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ (پھر بھی) جن لوگوں نے اپنی جانوں کے لئے گھاٹے کا سودا کر رکھا ہے، وہ ایمان نہیں لاتے (۲۰)

☆☆☆



مرکز الاقتصاد الاسلامی
Center For Islamic Economics

حضرت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اور دیگر تجربہ کار، تعلیم یافتہ علمائے کرام کی سرپرستی اور پر عزم مثالی قیادت میں کئی سالوں سے وطن عزیز پاکستان میں اور بیرون ملک اسلامی بینکاری اور اسلامی معاشی نظام کے احیاء اور فروغ کیلئے مصروف عمل ہے



موجودہ نظام معیشت میں سود ایک ایسی لعنت ہے جس نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے سودی نظام کو ختم کرنے اور اس پیغام کو علمی و عملی شکل دینے کے لیے مرکز الاقتصاد الاسلامی)جامعہ دارالعلوم کراچی کیمپس برائے سال 2018ء میں اسلامی بینکاری اور مالیاتی نظام کے تعارف پر مشتمل کورس (**PGD**) میں داخلے کی پیشکش کر رہا ہے۔

تمام طلباء کے لیے 50% تک کی خصوصی رعایت

ہفتہ وار کلاسز: دودن ہفتہ اور اتوار ہفتہ دوپہر 03:00 تا رات 09:00 اتوار صبح 09:00 تا دوپہر 03:00

بمقام: حرا فاؤنڈیشن اسکول بوائز کیمپس

رجسٹریشن کے لیے حرا فاؤنڈیشن اسکول کے بوائز کیمپس میں تشریف لائیں یا مزید معلومات کے لیے دیے گئے نمبروں پر رابطہ کریں

www.cie.com.pk https://web.facebook.com/cie.hfs/ 0316-2704356 021-34823147

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، دامت برکاتہم
نائب رئیس ــــــــــ جامعہ دارالعلوم کراچی

یادیں

(بارہویں قسط)

علامہ عثمانی، رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے پاس زمین

اس تعلیمی سال (۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۵ء) کے دوران ایک اہم واقعہ پیش آیا جس کا قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے:

اُس وقت تک کراچی میں دارالعلوم کے سوا کوئی اور بڑا مدرسہ نہیں تھا، اس لئے طلبہ کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہورہا تھا، اور نانک واڑہ کی عمارت بہت تنگ پڑگئی تھی۔ ہر شخص یہ ضرورت محسوس کرتا تھا کہ مدرسہ کسی کشادہ جگہ پر منتقل ہو۔ حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ کس کو اس ضرورت کا احساس ہوسکتا تھا، اس لئے وہ کسی بڑی جگہ کی تلاش میں تھے۔ چنانچہ ایک طویل جدو جہد کے بعد اس کام کے لئے وہ کشادہ جگہ مل گئی جو شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی، رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب ایک کشادہ میدان کی سی شکل میں خالی پڑی ہوئی تھی۔

اس زمین کے حصول اور پھر اُس سے دست برداری کا واقعہ چونکہ حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا عجیب واقعہ ہے جس کے بارے میں میں نے اپنے شیخ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی اور حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری، رحمۃ اللہ علیہما اور متعدد علماء کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کا تنہا یہ عمل اُن کی عظمت کردار اور صدق واخلاص کا اعلیٰ مقام ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔ ابتک اس واقعے کی تفصیلات کہیں مطبوعہ ریکارڈ پر نہیں آئیں، حالانکہ وہ انتہائی سبق آموز ہیں، اس لئے میں یہ واقعہ قدرے تفصیل سے عرض کرتا ہوں۔

حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی، قدس سرہ کے شاگرد اور تحریک

پاکستان وغیرہ میں ان کے رفیق کار تو تھے ہی، اُس کے علاوہ اُن سے حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کی دُور کی یہ رشتہ داری تھی کہ حضرت علامہؒ ہماری دادی صاحبہ، رحمہا اللہ تعالیٰ کو مُمانی کہا کرتے تھے۔ گویا حضرت والد صاحبؒ اُن کے کسی رشتے سے ماموں زاد بھائی تھے۔ حضرت علاّمہؒ کو ان کے خاندان والے محبت میں "پھول ابا" اور ان کی اہلیہ محترمہ، رحمہا اللہ تعالیٰ کو "پھول اماں" کہا کرتے تھے۔ اُن کی کوئی اولاد نہیں تھی، ان کے بھائی جناب فضل حق صاحب فضلی مرحوم نے دینی علوم کے بجائے کچھ عصری تعلیم حاصل کی تھی جس کی بنا پر وہ دیوبند کے محکمۂ ڈاک میں افسر تھے۔ اُنہی کی صاحب زادی کو حضرت علامہؒ نے منہ بولی بیٹی بنایا ہوا تھا جو مولانا محمد یحییٰ صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کے نکاح میں تھیں۔ مولانا محمد یحییٰ صاحب، رحمۃ اللہ علیہ ایک قوی الاستعداد عالم تھے۔

حضرت علاّمہؒ کی وفات کے موقع پر ان کے مزار کے لئے جگہ اُس وقت کے وزیر اعظم جناب لیاقت علی خان صاحب مرحوم نے متعین کی تھی۔ مزار کے قریب ایک وسیع جگہ خالی پڑی تھی۔ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک طرف یہ خیال تھا کہ حضرت علاّمہؒ کے مزار سے متصل کوئی اُن کے شایانِ شان دارالعلوم قائم ہو، دوسرے حضرت علاّمہ، قدس سرہ کی پاکستان کے لئے جو خدمات ہیں، اُن کے پیش نظر اُن کا حق ہے کہ اُن کی اہلیہ محترمہ، ان کی منہ بولی اولاد اور ان کے بھائی کو جو اُنہی کی وجہ سے پاکستان منتقل ہوئے تھے، اور ہندوستان میں اپنی جائیدادیں چھوڑ کر آئے تھے، رہائش کی کوئی جگہ فراہم کی جائے۔ چنانچہ حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علامہؒ کے مذکورہ بالا اعزہ اور بعض دوسرے معززین کی طرف سے ایک درخواست حکومت کو دی تھی کہ اس جگہ پر حضرت علامہ عثمانی، قدس سرہ کی یادگار میں ایک دارالعلوم قائم کیا جائے، اور علامہؒ کے رشتہ داروں کو بھی اُس میں رہائش کیلئے جگہ دی جائے۔ یہ درخواست چند اشخاص کی طرف سے تھی، اور جیسا کہ حکومتی اداروں کا معمول ہے، وہ سرد خانے میں پڑی رہی، اور اُس پر کئی سال کوئی کارروائی نہ ہوسکی، یہاں تک کہ دارالعلوم کیلئے نانک واڑہ میں جگہ مل گئی۔ جب یہ جگہ تنگ پڑی، اور نئی جگہ کی ضرورت محسوس ہوئی، تو حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کو یہ مشورہ دیا گیا کہ حضرت علامہ عثمانی، رحمۃ اللہ علیہ کے مزار والی جگہ پر ابتک کوئی کارروائی اس لئے نہیں ہوئی کہ وہ چند اشخاص کی طرف سے انفرادی درخواست تھی۔ اب چونکہ دارالعلوم محض ایک تصور نہیں، بلکہ ایک باقاعدہ رجسٹرڈ ادارہ ہے، اس لئے اگر اُس کی طرف

سے اس جگہ کو دارالعلوم کے لئے لینے کی درخواست دی جائے ،تو اُس کی کامیابی کی امید ہے۔چنانچہ حضرت والد صاحب ،رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علاّمہؒ کے اعزہ کے علم میں لاکر کراچی کے چیف کمشنر کو دارالعلوم نانک واڑہ میں مدعو کیا،تاکہ وہ بذات خود جگہ کی تنگی اور دارالعلوم کی ضرورت کا اندازہ کریں،اس موقع پر حضرت علاّمہ عثمانی ،رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ اعزہ بذات خود موجود تھے،اور انہی کی موجودگی میں زبانی طور پر یہ تجویز پیش کی کہ دارالعلوم کو وہ جگہ حضرت علاّمہؒ کی یادگار کے طور پر الاٹ کردی جائے،اور اس میں حضرت علامہؒ کی اہلیہ اور اعزہ کو بھی رہائشی پلاٹ دیئے جائیں ۔پھر ۳؍جولائی ۱۹۵۳ء کو چیف کمشنر کے پاس درخواست دی، جو حضرتؒ کے اعزہ کے علم میں تھی۔مختلف حکام سے اس بارے میں بات چیت ہوتی رہی،اور چونکہ یہ معلوم ہوا کہ یہ کام میونسپل کارپوریشن کی قرارداد کے بغیر ممکن نہیں ہوگا،اس لئے ۵؍جنوری ۱۹۵۴ء کو اس مقصد کیلئے میونسپل کارپوریشن میں درخواست دی گئی،جس میں دارالعلوم کیلئے زمین الاٹ کرنے کے علاوہ یہ درخواست بھی شامل تھی کہ اسی کے ایک حصے میں حضرت علاّمہؒ کی اہلیہ محترمہ،منہ بولے داماد اور بھائی صاحب کو آٹھ آٹھ سوگز کے رہائشی پلاٹ دیئے جائیں۔ان کے علاوہ حضرتؒ کے کچھ دور کے پانچ رشتہ داروں کے نام بھی اس فہرست میں شامل فرمادیئے گئے تھے جن کے لئے رہائشی پلاٹ کی درخواست دی گئی۔[1] چنانچہ ایک طویل جدو جہد کے بعد ۳؍مئی ۱۹۵۴ء کو کارپوریشن کی اسٹینڈنگ کمیٹی نے اس درخواست کی منظوری کی سفارش کی جس کے بعد کارپوریشن کے لینڈ مینجر آفس نے ۲۳؍جولائی ۱۹۵۴ء کو کچھ شرائط کے ساتھ درخواست منظور کی، اور حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ان شرائط کو منظور کرنے کے بعد ۱۶؍نومبر ۱۹۵۴ء کو میونسپل کارپوریشن نے اپنی ایک قرارداد نمبر ۴۸۶ میں دونوں باتوں کی باضابطہ منظوری دیدی جس کی رُو سے سولہ ہزار دو سو گز دارالعلوم کو ، اور دو ہزار پانچ سو اڑتالیس گز حضرت علاّمہؒ کی اہلیہ محترمہ اور حضرت علاّمہؒ کے دوسرے رشتہ داروں کو الاٹ ہونا تھا۔دارالعلوم کو جو زمین دی گئی وہ لیز پر تھی اور یہ کہا گیا تھا کہ لیز کی شرائط پوری نہ کرنے پر وہ حکومت واپس لے سکتی ہے،لیکن جو رہائشی پلاٹ حضرت علاّمہؒ کی اہلیہ اور رشتہ داروں کو دیئے جانے تھے، وہ مالکانہ حقوق کے ساتھ تھے۔اسی میں حضرت والد صاحبؒ کو بھی بحیثیت صدر دارالعلوم

۱۔وجہ یہ تھی کہ علامہ عثمانیؒ اور ان کے رشتہ دار ہندوستان میں اپنی جائیدادیں چھوڑ کر آئے تھے،اور متروکہ جائیدادوں کے تبادلے کے معاہدات جاری تھے،اس کے علاوہ علامہ عثمانیؒ کی پاکستان کے لئے خدمات اور قربانیوں کا بھی یہ تقاضہ تھا۔

اور حضرت مولانا نوراحمد صاحبؒ کو بحیثیت ناظم دارالعلوم بالترتیب آٹھ سو اور پانچ سوگز کے پلاٹ دیئے جانے کی بھی منظوری دی گئی، لیکن حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ نے ایک درخواست دی کہ وہ اور مولانا نوراحمد صاحبؒ اپنی ذاتی رہائش کے لئے کوئی زمین یہاں لینا نہیں چاہتے، لہٰذا جو زمین ان کو شخصی طور پر دینا طے ہوا ہے، وہ بھی دارالعلوم ہی کو دیدی جائے۔

قانونی اعتبار سے اس قرارداد پر عمل کیلئے اُسے چیف کمشنر کراچی کے پاس بھیج دیا گیا۔ چیف کمشنر نے اپنی منظوری میں لکھا کہ سولہ ہزار دوسوگز زمین دارالعلوم کو دی جاتی ہے، اور میونسپل کارپوریشن نے جو رہائشی پلاٹ حضرت علامہؒ کی اہلیہ محترمہ اور ان کے داماد اور بھائی کے لئے مخصوص کئے ہیں، ان کی بھی منظوری دی جاتی ہے، لیکن جو پلاٹ صدر دارالعلوم حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ (صدر دارالعلوم کراچی) اور مولانا نوراحمد صاحبؒ (ناظم دارالعلوم کراچی) کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں، چونکہ انہوں نے خود اس سے دستبرداری کی درخواست دی ہے، اس لئے وہ پلاٹ بھی دارالعلوم کو دیئے جاتے ہیں۔ البتہ ان کے علاوہ حضرت علامہؒ کے جو پانچ دُور کے رشتہ دار ہیں، ان کو رہائشی پلاٹ دینا منظور نہیں۔ (کراچی میونسپل کارپوریشن کے لینڈ منیجر آفس سے کارپوریشن کی قرارداد کے ساتھ چیف کمشنر کا یہ حکم نامہ ۷/ دسمبر ۱۹۵۴ء کو L.c.g.L 1.54 کے نمبر پر جاری ہوا جو اپنے تمام متعلقہ کاغذات کے ساتھ دارالعلوم میں محفوظ ہے۔)

قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ پر مدرسہ بنانے کا اعلان فرمادیا۔ اس احاطے پر "دارالعلوم کراچی بیادگار شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی" کا بورڈ بھی لگ گیا۔ حضرت مولانا نوراحمد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے انتھک محنت، مہم جوئی اور بڑے بڑے مشکل کام جلد از جلد کرنے اور کروانے کا خاص وصف عطا فرمایا تھا۔ انہوں نے ہی اس زمین کی منظوری حاصل کرنے کے لئے دن رات ایک کردیئے تھے، اور جب زمین مل گئی، تو انہوں نے ہی کچھ عارضی کمرے اس غرض کے لئے جلدی جلدی بنالئے کہ وہاں سے تعمیری کام کی نگرانی کی جاسکے، اور ہر وقت رابطے کی آسانی کے لئے وہاں ٹیلی فون بھی لگوالیا، اور بقدر ضرورت بجلی کا کنکشن بھی حاصل کرلیا۔

لیکن حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش تھی کہ مدرسے کی تعمیر کا باقاعدہ افتتاح ملک کے اہل اللہ علماء سے کرایا جائے۔ چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب، حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی

اور حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری، رحمہم اللہ تعالیٰ کو لاہور سے، حضرت مولانا خیر محمد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کو ملتان سے، حضرت مولانا اطہر علی صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کو مشرقی پاکستان سے دعوت دی گئی، اور اتوار ۲۶/اور پیر ۲۷/ جمادی الثانیہ ۱۳۷۴ھ مطابق ۲۰/اور ۲۱/فروری ۱۹۵۵ء کو ایک دو روزہ سالانہ جلسے کا اعلان کر دیا گیا جس میں نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا جائے۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب، رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کو بھی حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط کے ذریعے اس جلسے میں شرکت کی دعوت دی جس کے جواب میں حضرتؒ نے تحریر فرمایا:

دفتر دارُالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور

مخدوم برادرم، زید مجدکم العالی

سلام مسنون نیاز مقرون ۔ مکرمت نامہ نے سرفراز فرمایا، سب سے پہلے تو اس مژدۂ جانفزا (تاسیس دارالعلوم) پر اپنی انتہائی خوشی اور اس کے ساتھ ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں ۔ اثناء قیام کراچی میں کئی دارالعلوموں کے نام کان میں پڑتے تھے ۔ بعضے قائم ہوئے، بعضوں کے قائم کرنے کے لوگ خواب دیکھ رہے تھے، اور ان سب کو حضرت مولانا شبیر احمد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کے منصوبہ کی طرف منسوب کرنے کے ارادے ظاہر کرتے تھے ۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ان منصوبوں کو اس نسبت کے ساتھ دل کبھی قبول نہیں کرتا تھا، دل میں یہ چیز جمی ہوئی تھی کہ اس منصوبہ کے تحت اگر دارالعلوم قائم ہوگا تو وہ صرف مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قائم کریں گے ۔ جب آپ نے بھی دارالعلوم کے قیام کی اطلاع فرمائی، اور اس کے بارہ میں ایک مختصر سا ٹریکٹ بھی آیا، تو دل خوشی سے باغ باغ ہوگیا کہ اُس منصوبہ نے صحیح معنی میں آج جنم لیا ہے، اور اب یہ آگے بڑھے گا ۔ اور اس ناچیز کا تصور صحیح ہوگیا ۔ ساتھ ہی اپنے دل میں خواہ مخواہ یہ منصوبہ بھی جما لیا تھا کہ یہ دارالعلوم اُسی جگہ قائم ہونا چاہیئے جس جگہ کو مولانا مرحوم نے اپنی خوابگاہ بنایا ہے ۔ اُس جگہ کو دیکھ دیکھ کر گویا لالچ آتا تھا کہ یہ جگہ گویا دارالعلوم ہی کو تک رہی ہے، حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ آج اُس نے یہ مژدہ بھی سنا دیا کہ منصوبہ صاحب منصوبہ کے قریب ہوگیا، اور دارالعلوم وہیں پہنچ گیا جہاں سے اُسے روحانی طور پر ہر وقت کمک ملکی ۔

دارالعلوم دیوبند بھی پہلے جاری ہوا تھا پھر عمارت کی تاسیس ہوئی تھی، وہی نقشہ اِس دارالعلوم کا بھی ہو رہا

ہے۔ یہ مشابہت فال نیک ہے۔ اُس دارالعلوم کو اگر اُس وقت کے ممتاز ارباب اخلاص نے قائم کیا تھا، تو اِس دارالعلوم کو بھی اُن کے سچے جانشین قائم کررہے ہیں جو علم وعمل میں اُن کے پیرو اور جانشین ہیں۔

میری انتہائی کوشش ہوگی کہ میں اس مبارک تقریب میں شامل ہوں، لیکن آپ جانتے ہیں کہ قبضہ کی بات نہیں ہے اور وہ بھی بقید وقت۔ دعاء فرمادیں کہ حق تعالیٰ کامیاب فرمائے۔ السعی منا والا تمام من اللہ۔

میری طرف سے اس یاد فرمائی کا شکریہ جناب اور حضرات ممبران دارالعلوم قبول فرماویں۔ سب مل کر دعاء کا زور لگادیں تو تیسیر عسیر ہوجائے گی، سعی اپنے دل کے جذبہ سے ہوگی۔ خلیفہ جی (۱) کی خدمت بابرکت میں سلام مسنون۔ بچوں کو دُعاء۔ والدہ صاحبہ اور بھاوج صاحبہ کی خدمت میں سلام مسنون واستدعاء دُعاء۔

والسلام

محمد طیب

از دیوبند ۵/۲۷ ۱۳۷۴ھ

حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی، رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا:

مخدوم ومحترم دامت، فیوضکم وبرکاتکم

بعد تحیۂ مسنونہ آنکہ گرامی نامہ صادر ہوا موجب صد مسرت ہوا، ان شاء اللہ تعالیٰ، دل وجان سے حاضر ہوں گا، مگر درخواست ایک تو یہ ہے کہ اگر کوئی مضمون متعین فرمادیں کہ اس موضوع پر وعظ کرنا ہوگا، تو اس کو سوچ لوں، جب فاروق اعظمؓ تقریر سے پہلے "زوّرتُ فی نفسی مقالۃً" فرمادیں، تو ہم جیسے نابکاروں کا کیا ذکر۔

دوم یہ کہ جلسہ اگر حضرت مولانا عثمانی مرحوم کے مزار کے سامنے ہو تو بہتر ہے۔

۱۔ حضرت خلیفہ محمد عاقل صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، مراد ہیں جو ہمارے دادا کے شاگرد اور دارالعلوم دیوبند میں ہمارے دادا کی جگہ فارسی اور ریاضی کے استاد رہے، اور جب تحریک پاکستان کی وجہ سے حضرت عثمانیؒ اور حضرت والد صاحبؒ نے دارالعلوم سے استعفا دیا تو انہوں نے بھی استعفا دیا، اور حضرت علامہ عثمانیؒ کے ساتھ جدوجہد میں شریک رہے۔ حضرت والد صاحبؒ اور حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کی ان سے بچپن کی دوستی تھی۔

سوم یہ کہ اس ناچیز کو دو دن میں فارغ فرمادیں، تاکہ جناب والا سے فارغ ہوکر دوسرا کوئی کام کرسکوں۔ جواب باصواب کا منتظر ہوں۔

والسلام

محمد ادریس غفرلہ

حضرت مولانا خیر محمد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا:

دفتر مدرسہ عربیۂ خیر المدارس ملتان شہر (پاکستان)

مخدومی مکرمی حضرت مفتی صاحب، دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طلب خیریت کے بعد عارض ہوں کہ:

گو فروری میں اسقدر رطویل وعریض سفر بہت دشوار نظر آرہا ہے مگر بقول " **الضرورات تبیح المحظورات** "، تعمیلاً للارشاد ۱۸/ فروری ۱۹۵۵ء بروز جمعہ پنجاب سے روانہ ہوکر ۱۹/فروری بروز شنبہ کراچی شہر ان شاء اللہ تعالیٰ پہنچوں گا۔ اور مدرسۃ الاسلام سندھ میں مولوی آفتاب احمد صاحب کے پاس قیام کروں گا۔ آپ کی خدمت میں کسی وقت خود حاضر ہوجاؤں گا۔ آپ استقبال کا کوئی اہتمام نہ فرماویں۔ والسلام

طالب دعا احقر خیر محمد عفی عنہ از ملتان

۱۲/فروری ۱۹۵۵ء

حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری، رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا:

انجمن خدام الدّین

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مخدومی ومخدوم العلماء والفضلاء حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، دامت برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دارالعلوم کے قیام کے لئے زمین کا مل جانا ایک نعمت ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے یہ

سرزمین باعث ہدایت ہوگی، بارگاہ الٰہی سے بصد عجز ونیاز دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مبارک زندگی میں اسے انتہائی تکمیل تک پہنچائے، اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ چشمۂ آبِ حیات طلباء علوم دینیہ کو سیراب کرتا رہے، اور ہمیشہ اس سرزمین سے خدا پرست مقبول بارگاہ الٰہی علماء کرام پیدا ہوتے رہیں۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

اپنی مجبوریوں کی بناء پر حاضری سے معذور اور جناب والا سے معافی کا خواستگار ہوں۔

احقر الانام احمد علی عفی عنہ

حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ حضرت مولانا رسول خان صاحب، رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا:

گرامی خدمت جناب مولانا صاحب، دامت فیوضکم وبرکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ پہنچا۔ باعث صد افتخار وعزت ہوا، حق تعالیٰ جناب کے ترقیات دینی ودنیاوی کا سلسلہ غیر محدود فرمائے۔ آمین۔

میں بسر وچشم حاضری کیلئے تیار ہوں، اس بنیاد میں شرکت سعادت سمجھتا ہوں۔ مگر جناب کو لڑکی کا مقدمہ معلوم ہے۔ ۷ رفروری ۱۹۵۵ء میں تاریخ ہے۔ یہ تاریخ اگر حاضری سے مانع نہ ہوئی تو اس سعادت میں ضرور شریک ہوں گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جناب سفر خرچ نہ ارسال فرمائیں۔ اگر مانع نہ ہوا، تو اس بنیاد کے شرف سے محروم نہ ہوں گا، جناب کی یادفرمائی کا بیحد شکر گزار ہوں۔ والسلام مع الاکرام

مکرمی جناب حاجی وجیہ الدین صاحب سے اگر ملاقات ہو تو میری طرف سے السلام عرض کر دینا۔

محمد رسول خان عفا عنہ الرحمٰن

امام العصر حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیری، رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادے مولانا ازہر شاہ قیصر صاحبؒ نے تحریر فرمایا:

حضرت المحترم، دام فضلکم، سلام مسنون

دارالعلوم کراچی کی روداد اور جلسہ کا دعوت نامہ ملا، دلی شکریہ عرض کرتا ہوں، عمارت سے متعلق اعلان

دلجمعی سے پڑھا۔میری رائے کیا؟ لیکن اتنا ضرور عرض کروں گا کہ کسی وقت جماعت دیوبند کا ایک حصہ کٹ کر گجرات وکاٹھیا واڑ والوں تک گیا اور اس نے افریقہ تک دین کی اشاعت کی، تو دوسری دفعہ وہ افراد اس جماعت کے لئے اس پر مامور کئے گئے کہ وہ نومولود سلطنت میں اسلامی شعائر کو محفوظ کردیں۔خوش قسمت ہے وہ زمین جس نے مولانا عثمانی کے لئے اپنی آغوش کھولدی، اور خوش نصیب ہے وہ خطہ جسے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی کام کرنے والی شخصیت میسر آئی، اہل پاکستان اگر غور کریں تو ان کے یہاں دارالعلوم کی تعمیر وتأسیس کے سلسلہ میں ایک بڑا کام ہورہا ہے جس میں امیر وغریب سب کو اپنی وسعت کے مطابق حصہ لینا چاہئے۔

امید ہے کہ آپ کے مزاج گرامی بعافیت ہوں گے، والدہ صاحبہ محترمہ سلام فرماتی ہیں۔والسلام

سید محمد ازہر شاہ قیصر

چنانچہ جن حضرات نے وعدہ فرمایا تھا، وہ تشریف لائے۔جلسے میں جہاں اکابر کے خطابات ہونے تھے وہاں دارالعلوم کے طلبہ کی بھی تقریریں اور مکالمے رکھے گئے تھے۔میری عمر بارہ سال تھی، اور مجھے استاذ احمد الاحمد نے بڑی محبت سے ایک عربی تقریر کی تیاری کرائی تھی، اور شاید طلبہ کے ایک عربی مکالمے میں بھی مجھے شامل کیا تھا۔اپنی کم عمری کے باعث میری تقریر کی بڑی ہمت افزائی کی گئی۔

اجلاس کی پہلی نشست ۲۰ رفروری کو سعودی عرب کے سفیر جناب عبد الحمید الخطیب، رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں رکھی گئی تھی جو بذات خود ایک اچھے عالم تھے۔دوسری نشست حضرت مولانا خیر محمد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کے زیر صدارت تھی، تیسری نشست ۲۱ رفروری کو حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کے زیر صدارت اور چوتھی نشست حضرت مولانا اطہر علی صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کے زیر صدارت تھی۔اس کے علاوہ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی، رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوئٹہ سے خلیفہ عبدالحق صاحب اور صوبہ سرحد سے حضرت مولانا شیر محمد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جلسے سے خطاب فرمایا۔ان کے علاوہ مرکزی وزراء میں سے جناب سردار عبدالرب نشتر صاحب، ابوحسین سرکار صاحب اور ڈاکٹر مالک صاحب نیز اسپیکر دستور ساز اسمبلی جناب مولوی تمیز الدین صاحب، شام کے سفیر جناب جواد المرابط صاحب، رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی شرکت فرمائی۔

۲۱ر فروری ۱۹۵۵ء کے روزنامہ جنگ میں پہلے دن کے جلسے کی یہ خبر شائع ہوئی:

دارالعلوم کے لئے ۹۳ ہزار کے عطیات کا اعلان

" کراچی۔۲۰ر فروری۔آج دارالعلوم کراچی کا افتتاحی اجلاس عام زیرِ صدارت سفیر سعودی عرب السید عبدالحمید الخطیب منعقد ہوا جس میں کراچی کے شہریوں کی بیشتر تعداد کے علاوہ پاکستان کے مختلف علاقوں کے مقتدر علماء جن میں مولانا مفتی محمد حسن (لاہور) مولانا خیر محمد (ملتان) خلیفہ عبدالحق (کوئٹہ) مولانا اطہر علی صدر نظام الاسلام پارٹی (مشرقی پاکستان) اور مقامی علمائے کرام شامل تھے۔سفیر شام جناب جواد المرابط صاحب ،مولوی تمیز الدین خاں صاحب اور سردار عبدالرب نشتر صاحب بھی شریک جلسہ ہوئے ، نئے طریقۂ تعلیم سے عربی سیکھے ہوئے طلباء نے عربی زبان میں تقریریں کیں ۔ (۱) جسے سامعین نے بہت پسند کیا ، صدر نے اپنی تقریر میں اسلامی علوم کی تحصیل وترقی کے لئے قیام دارالعلوم پر دلی مسرّت کا اظہار کیا ،علم کی اہمیت وفضیلت واضح کی ، اور دارالعلوم کی کامیابی کے لئے دعا کی ۔جلسۂ عام میں کراچی کے ایک تاجر جناب سیٹھ عبداللطیف باوانی نے دارالعلوم کی تعمیر کیلئے ۹۳ر ہزار روپے عطیہ کا اعلان کیا ۔صدر کی تقریر سے پہلے مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی شیخ الحدیث (جامعہ اشرفیہ لاہور) اور استاد احمد الاحمد شامی نے تقریریں کیں۔اجلاس کی دوسری نشست بعد عشاء منعقد ہوئی ۔تیسری نشست آج ڈھائی بجے دن سے ۵ بجے تک ہوئی ۔اور چوتھی نشست آج بعد عشاء منعقد ہوئی جس میں مولانا مفتی محمد حسن اور دیگر علما نے تقاریر کیں"۔

(روزنامہ جنگ ۲۱ر فروری ۱۹۵۵ء)

لیکن اچانک یہ حادثہ پیش آ گیا کہ حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی، قدس سرہ کے رشتہ داروں کے درمیان کسی نے یہ غلط فہمی پھیلا دی کہ یہ جگہ جو حضرت علامہؒ کے مزار کے قریب ہے، اس پر سب سے پہلا حق تو آپ حضرات کا ہے۔مفتی محمد شفیع صاحبؒ آپ کا حق غصب کررہے ہیں، لہٰذا انہیں اس سے روکا جائے۔جن حضرات نے اس معاملے کو بڑھا چڑھا کر ہوا دی، اُن کی تحقیق میں پڑنا اس لئے مناسب نہیں ہے کہ اب وہ حضرات اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ چکے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی مکمل مغفرت فرمائیں۔لیکن بات یہاں تک پہنچی کہ حضرت شیخ الاسلام، قدس سرہ، کی اہلیہ محترمہ جو خالص گھریلو خاتون تھیں، اور دنیا کے معاملات سے انہیں سروکار

(۱) ان میں سے ایک بندہ محمد تقی بھی تھا۔

نہیں تھا، ان کے بھی کان بھرے گئے، اور ان کی طرف سے لکھ کر جنگ اخبار میں ایک مراسلہ شائع کیا گیا، اور ایک پوسٹر بھی حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف شائع کیا گیا۔

جب حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، کو علم ہوا، تو وہ حضرت علامہؒ کی اہلیہ محترمہ کی خدمت میں گئے، اور صورت حال کی وضاحت کی کوشش کی، لیکن وہ ایک سادہ لوح اور گھریلو خاتون تھیں جن کے دل میں بے اعتمادی کی فضا پیدا کی جا چکی تھی، اس لئے انہوں نے کوئی مثبت جواب نہیں دیا، اور آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ جس جگہ مدرسے کا افتتاحی جلسہ ہو رہا تھا اخبارات میں شائع ہوا کہ وہ وہاں خود پہنچ کر احتجاج کریں گی۔

یہ بات میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ جب چیف کمشنر کو دارالعلوم میں بلایا گیا تھا، اُس وقت حضرت علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ اعزہ کی موجودگی میں زبانی طور پر یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ دارالعلوم کو وہ جگہ حضرت علامہؒ کی یادگار کے طور پر الاٹ کردی جائے۔ اور پھر ۳؍جولائی ۱۹۵۳ء کو چیف کمشنر کے پاس درخواست دی، جو حضرتؒ کے اعزہ کے علم میں تھی، اور اُس وقت ان کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں کیا گیا تھا۔ اب جبکہ تمام مراحل ان کے سامنے طے کر لئے گئے، تو اچانک یہ اعتراض کھڑا کردیا گیا۔

جب حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سُنا تو انہوں نے ایک ایسا فیصلہ کرلیا جو آج کے ماحول میں تقریباً ناقابل تصور تھا۔ حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مدرسہ کھول رہا ہوں، کوئی تجارتی دوکان نہیں۔ اور میں اپنے استاذ کی اہلیہ کو ناراض کر کے مدرسہ بنانا نہیں چاہتا، لہٰذا اس جلسے میں دارالعلوم کا سنگ بنیاد نہیں رکھا جائے گا، البتہ چونکہ دور دراز سے بڑے مقتدر علماء کرام اور زعمائے ملت جلسے میں شریک ہونے کے لئے آچکے تھے، اس لئے یہ فرمایا کہ جلسہ بدستور جاری رہے گا، تاکہ لوگ ان بزرگوں کے خطابات سے مستفید ہوسکیں، لیکن یہ مدرسے کے سنگ بنیاد کا جلسہ نہیں، بلکہ ایک عام سالانہ جلسہ ہوگا، اور جب تک اس اٹھائے ہوئے تنازعے کا تصفیہ حضرتؒ کی اہلیہ محترمہ کی رضامندی سے نہیں ہوجاتا یہاں مدرسے کی تعمیر ملتوی رہے گی۔

چنانچہ روزنامہ نئی روشنی کے ۲۳؍فروری ۱۹۵۵ء کے شمارے میں جلسے کے بارے میں یہ خبر شائع ہوئی:

دین اور قوم کی خدمت نہ کرنے والا تاجر کفرانِ نعمت کا مُجرم ہے
دارالعلوم کے اجلاس میں عربی کے مسائل پر غور

کراچی ۲۲ر فروری (نامہ نگار خصوصی) دارالحکومت پاکستان میں جامع ازہر کے طریقہ پر عظیم الشان اسلامی درسگاہ دارالعلوم کی جدید عمارت بیادگار شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی، رحمۃ اللہ علیہ کے تعمیری کام کے افتتاح کا اعلان ہزایکسلنسی سید عبدالحمید الخطیب سعودی سفیر متعینہ پاکستان نے ایک عظیم الشان تقریب میں کیا جس میں تمام پاکستان کے جید علماء اور فضلاء نے شرکت کی۔ ان میں حضرت مولانا اطہر علی صاحب، صدر جمعیۃ علمائے اسلام ونظام اسلام پارٹی مشرقی پاکستان، مولانا خیر محمد صاحب ملتان، مفتی محمد حسن صاحب پنجاب، حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد ادریس قاسمی لاہور، شیخ القراء قاری حامد حسین صاحب، حضرت خلیفہ عبدالحق صاحب بلوچستان، حضرت مولانا شیر محمد صاحب سرحد وغیرہ وغیرہ۔

اکابر علماء اور مولوی تمیز الدین خان صاحب، سردار عبدالرب نشتر، ابوالحسین سرکار وزیر مرکزیہ ڈاکٹر عبدالمطلب مالک وزیر مرکزیہ، سید امین المصری، ہزایکسی لنسی سفیر شام، سیٹھ عبداللطیف باوانی، مسٹر اے ایم قریشی سابق صدر مسلم لیگ وصدر اخوان پاکستان خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مولانا مفتی محمد متین الخطیب نے نظام نامۂ عمل پیش کیا، اور مختصر روئیداد سالانہ پیش کی جس میں بتایا گیا کہ یہ دارالعلوم بیادگار حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر عثمانی ایک ٹرسٹ کے تحت قائم کیا جا رہا ہے، جس میں سیٹھ باوانی حکیم حافظ محمد سعید مالک ہمدرد دواخانہ، خان بہادر فضل کریم، خان بہادر حاجی وجیہ الدین، سیٹھ حاجی شریف، حاجی ابراہیم، مفتی محمد شفیع صاحب ٹرسٹی ہیں، اور یہ ٹرسٹ رجسٹرڈ ٹرسٹ ہے جسے حکومت پاکستان نے محاصل سے معاف کیا ہے۔ یہ اراضی میونسپل کارپوریشن نے بہ سفارش آنریبل چیف کمشنر اسی رجسٹرڈ ٹرسٹ کے نام الاٹ کی ہے۔ حکومت نے اسی دارالعلوم سے علیحدہ آٹھ سو گز اراضی شیخ الاسلام کی بیوہ بیگم صاحبہ اور ۸ر سو گز اراضی شیخ الاسلام کے بھائی کو مرحمت فرمائی ہے۔

کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، اور دارالعلوم کی تحریک ترویج عربی کے سلسلہ میں مختلف حضرات نے عربی میں تقریریں کیں۔ جن کا مقصد ترویج علم دین اور عصر حاضر کے مطابق مسلمانوں کو علوم جدیدہ سے مستفیض ہونے کا مشورہ دینا تھا۔ سفیر سعودی عرب نے خطبہ افتتاحیہ میں مسئلہ توحید وایقان مسلم پر

ایک فاضلانہ خطبہ دیا، اور مسلمانوں کو وحدت ورسالت کے موضوعات پر متحد ومنظم ہونے کا مشورہ دیا۔ دارالعلوم کے سلسلہ میں فرمایا مجھے اس کے افتتاح کرنے کی عزت حاصل ہونے کا فخر ہے۔

پہلے دن کی نشست کے اختتام پر اعلان تحریری پڑھ کر سنایا کہ سنگ بنیاد رکھنے کی رسم بدیں وجہ ملتوی کی جاتی ہے کہ ٹرسٹ کے روبرو بیگم علامہ عثمانیؒ کی چند تجاویز زیر غور ہیں۔ سیٹھ حاجی عبداللطیف باوانی نے ۹۳ر ہزار روپیہ دارالعلوم کے تعمیری فنڈ میں دیا، تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ عمارت پر آٹھ لاکھ روپیہ صرف ہوں گے۔ اور اس طرح ایک عظیم اسلامی درسگاہ اسلامی حکومت میں پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گی۔ سیٹھ باوانی نے کہا میں تاجر ہوں، اور ایک تاجر کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے جو اُسے ملتی ہیں قوم، ملک اور دین کی خدمت کرے، اور اگر کوئی تاجر یہ فرض ادا نہیں کرتا، تو وہ کفران نعمت کرتا ہے۔ تمام علماء اور مقررین نے عربی زبان کی ترویج پر زور دیا، اور کہا عربی جاننا پاکستانی مسلمانوں کے لئے از بس ضروری ہے۔ (روزنامہ نئی روشنی ۲۳ر فروری ۱۹۵۵ء)

جن لوگوں نے حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے یہ بات سُنی کہ انہوں نے اس جگہ دارالعلوم کی تعمیر کو ملتوی کر دیا ہے وہ دنگ رہ گئے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ جگہ دارالعلوم کو الاٹ ہو چکی ہے، قانونی طور پر کسی کو اس میں مداخلت کا کوئی حق نہیں ہے، اور سرکاری مشینری نے بھی یقین دلایا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ پوری طرح تعاون کریں گے۔ تعمیر کا نقشہ باضابطہ منظور ہو چکا ہے۔ کچھ کمرے بھی بن گئے ہیں، حاجی عبداللطیف باوانی صاحب نے تعمیر کے لئے ۹۳ر ہزار روپے کے عطیہ کا اعلان کر دیا ہے، ملک بھر کے مشہور علماء تشریف لائے ہوئے ہیں، ان کی موجودگی میں افتتاحی جلسہ ہو چکا ہے۔ ایسی حالت میں جبکہ نانک واڑہ کی جگہ بہت تنگ ہو گئی ہے، اس جگہ سے دستبردار ہونا سخت بددلی اور بدنامی کا سبب ہوگا۔ لیکن حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں دارالعلوم کی بنیاد اپنے استاد کی اہلیہ محترمہ کے ساتھ جھگڑے پر نہیں رکھ سکتا۔ بلکہ میرے بڑے بھائی حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کا بیان ہے کہ حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس منتظمہ سے کہا کہ چونکہ زمین مجلس منتظمہ کو الاٹ ہو چکی ہے، اس لئے آپ کو پورا حق ہے کہ آپ قانون کے مطابق تعمیر کی کارروائی جاری رکھیں، لیکن میں اس کا حصہ نہیں بنوں گا، اور اپنے مدرسے کا کام نانک واڑے میں اُس وقت تک جاری رکھوں گا، جبتک کوئی زمین کسی جھگڑے کے بغیر نہیں مل جاتی۔

اس کے بعد حکیم محمد سعید صاحب مرحوم اور خان بہادر فضل کریم صاحب کو حضرتؒ کے اعزہ سے بات چیت کرنے کیلئے بھیجا گیا۔ ان حضرات نے جو مطالبات پیش کئے، ان میں سے بیشتر حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ، نے مان لئے، مثلاً یہ کہ ان کی پہلی تجویز یہ تھی کہ مدرسہ حضرت علامہ عثمانی، رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے قائم ہو، اس پر پہلے ہی عمل ہو چکا تھا۔ جو بورڈ لگایا گیا تھا، اُس پر واضح لفظوں میں "بیادگار شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی، رحمۃ اللہ علیہ" لکھا ہوا تھا، ان کا دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ جناب فضل حق صاحب کو حضرت علامہؒ کے مزار اور اس کی قریبی مسجد کا متولی بنایا جائے، حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بھی منظور کرلیا لیکن ان کا تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ مدرسے کا ٹرسٹ تبدیل کرکے اُسے علامہ عثمانی ٹرسٹ بنایا جائے جو حضرت علامہ عثمانی، رحمۃ اللہ علیہ کے ورثاء پر مشتمل ہو۔ یہ بات اصولی طور پر اول تو اس لئے غلط تھی کہ ایک وقف تعلیمی ادارے کو ہمیشہ کے لئے وراثت کی بنیاد پر قائم نہیں کیا جاسکتا، دوسرے زمین کا الاٹمنٹ دارالعلوم کی مجلس منتظمہ کے نام ہو چکا تھا، اُسے توڑے بغیر اس مطالبے پر عمل ممکن نہیں تھا، جو موجودہ حالات میں عملاً تقریباً ناممکن تھا، اور سرکاری حلقے بھی اُس پر راضی نہیں تھے۔ تیسرے حضرت علامہؒ کے ورثاء میں ایک حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب، رحمۃ اللہ علیہ ہی ایسے تھے جو عالم تھے، اور جنہیں مدرسے کے معاملات سے دلچسپی ہوسکتی تھی۔ چنانچہ حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ نے یہ پیشکش کی کہ انہیں دارالعلوم کی مجلس منتظمہ میں شامل کرلیا جائے گا۔ لیکن بظاہر ایسا لگتا ہے کہ جو لوگ ان حضرات کو اُبھار رہے تھے، ان کے پیش نظر نہ مدرسہ قائم کرنا تھا اور نہ حضرتؒ کے اعزہ کی کوئی خیر خواہی۔ اس لئے ان مطالبات کو تسلیم کرنے کے باوجود مخالفت جاری رہی۔ اور حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس موقف پر قائم رہے کہ میں مدرسے کی بنیاد جھگڑے پر رکھنا نہیں چاہتا اور بالخصوص اپنے استاذ کی اہلیہ محترمہ کو ناراض کرکے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ بکثرت سُنایا کرتے تھے کہ:

"أنا زعيم ببيت في وسط الجنّة لمن ترك المراء وهو محقّ"

یعنی": میں اُس شخص کو جنت کے بیچوں بیچ گھر دلوانے کا ذمہ دار ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے"۔

حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ کو ہم نے ہمیشہ اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے پایا، لیکن یہ ایسا موقع تھا کہ اس وقت اپنے حق سے دست برداری کے اس معمول کو نبھانا بڑے دل گردے کا کام تھا، اور ہم سب کے دل اس پر مسوس رہے تھے، اور یہ بات بھی تقریباً واضح نظر آرہی تھی کہ اس کے نتیجے میں یہاں حضرت علامہؒ کے شایان شان کوئی دار العلوم نہیں بن سکے گا، اور یہ جگہ نہ جانے کس کام میں استعمال ہوگی، چنانچہ واقعہ یہی ہوا کہ اُس جگہ نہ کوئی دینی مدرسہ قائم ہوسکا، نہ حضرت علامہؒ کے اعزہ کو رہائش کی کوئی جگہ مل سکی، نہ حضرتؒ کے بھائی مزار اور مسجد کے متولی بن سکے۔ بلکہ جب یہ حضرات اعزہ کسی طرح دار العلوم کی تعمیر پر راضی نہ ہوئے اور بالآخر حضرت والد صاحبؒ نے اس زمین سے مکمل دست برداری اختیار فرمالی، تو بعد میں جناب اے ایم قریشی صاحب نے (جن کے گھر میں حضرت شیخ الاسلامؒ اور ان کی اہلیہ محترمہ مقیم رہے تھے) اسلامیہ کالج کے نام سے وہاں اپنا پرائیویٹ ادارہ بنایا جس میں فیس لے کر عصری تعلیم دی جاتی ہے۔ اس میں حضرت علامہ عثمانیؒ کا کسی بھی حیثیت سے کوئی حوالہ تک نہیں تھا۔ حضرت علامہؒ کا مزار اسی کالج کے احاطے میں سالہا سال ایسی کس مپرسی کی حالت میں رہا کہ وہاں تک پہنچنا بھی دشوار تھا۔ کالج کی انتظامیہ کو اُسے صاف رکھنے کا بھی کوئی خاص اہتمام نہیں تھا۔ پھر سالوں بعد میری فرمائش پر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب مرحوم نے اُس کا راستہ الگ کرکے اُسے قابل رسائی بنایا۔

لہٰذا اُس وقت ہم جیسا کوئی ہوتا، تو وہ یہ دلیل بڑی آسانی سے پیش کرسکتا تھا کہ اگر ہم نے یہ جگہ چھوڑ دی تو اس جگہ پر کوئی بھی ایسا کام ہوسکتا ہے جو حضرت علامہؒ کی حرمت کے خلاف ہو، لیکن جس دل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے سوا کوئی اور مصلحت نہ تھی، اُس کا فیصلہ یہی تھا کہ دار العلوم کی بنیاد جھگڑے پر رکھنی درست نہیں۔ حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بزرگوں سے یہی سیکھا تھا۔

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، قدس سرہ نے بھی حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی ویران پڑی ہوئی خانقاہ کو آباد کرکے وہاں قرآن وحدیث کی تعلیم کا مبارک سلسلہ جاری فرمایا تھا، لیکن جب شیخؒ کے سجادہ نشینوں نے اعتراض کیا، تو سالہا سال جاری رہنے والے تعلیمی سلسلے کو ایک لمحہ تأمل کے بغیر وہاں سے بے سروسامانی کے ساتھ مسجد میں منتقل کردیا تھا۔ حضرت والد صاحب، رحمۃ اللہ علیہ انہی کے روحانی وارث تھے اس لئے ان کا فیصلہ ہم سب کے لئے کتنا حیرت انگیز اور کتنا تکلیف دہ رہا ہو، اُن کے لئے

معمول کے مطابق تھا۔وہ یہ سمجھتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو وہ دارالعلوم کے لئے کوئی اور بہتر جگہ عطا فرمادیں گے۔اسی لئے میں نے بڑے بڑے علماء کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ حضرت مفتی صاحب، قدس سرہ، کا تنہا یہ عمل اُن کی عظمت کردار اور صدق واخلاص کا اعلیٰ مقام ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

علامہ عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب والی زمین کا یہ واقعہ جمادی الثانیہ ۱۳۷۶ھ ہجری کا ہے۔اُس کے بعد ہمارا تعلیمی سال شعبان میں ختم ہوگیا۔اور شوال ۱۳۷۶ھ سے نیا سال شروع ہوا،لیکن یہ حضرت والد ماجد، رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص اور توکل کی برکت تھی کہ اس واقعے کو چند مہینے ہی گذرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کہیں زیادہ بڑی زمین شرافی گوٹھ میں عطا فرمادی جس کی تفصیل میں، ان شاء اللہ آگے ذکر کروں گا۔

معارف السنّۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمود اشرف عثمانی

نماز استخارہ اور استخارہ کی دعائیں

استخارہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنا جیسے استغفار کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا اور استعاذہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے تمام مسلمانوں کو بہت اہتمام کے ساتھ یہ تعلیم دی ہے کہ مستقبل سے متعلق کئے جانے والے اہم فیصلوں سے پہلے استخارہ ضرور کیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ سے مستقبل کے لئے کئے جانے والے فیصلہ سے پہلے اس کے بارے میں خیر طلب کی جائے اور دعا کی جائے کہ یا اللہ میرے لئے جونسی صورت بہتر ہو، جو دنیا و آخرت کے اعتبار سے میرے لئے مُفید ہو مجھے اس کی توفیق عطا فرما، اس کے اسباب اور راستے مجھ پر کھول دے اور جونسی صورت میرے لئے نقصان دہ ہو مجھے اس سے بچالے، اُسے مجھ سے روک دے اور اس کے بجائے بہترین صورت کے اسباب میرے لئے مقدّر فرمادے اور میرے حق میں خیر کا فیصلہ فرمادے۔ لہٰذا مستقبل کے معاملات میں یہ استخارہ سنّت ہے جس کا اہتمام کرنا چاہئے، البتہ قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ:

(الف) جب بھی مستقبل کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا ہو تو فیصلہ کرنے سے پہلے غور وفکر سے کام لیا جائے۔ اس کام کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے کہ اس میں کیا فوائد ہوں گے؟ اور کون کون سے نقصانات کا اندیشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل کو اس کے لئے استعمال کیا جائے۔

(ب) اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کی جائے جسے استخارہ کہا جاتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت اہمیت کے ساتھ اس کی تعلیم دی ہے جیسا کہ آگے حدیث شریف میں آرہا ہے۔

(ج) غور وفکر اور استخارہ کے ساتھ ساتھ اہلِ محبت اور اُس کام کے تجربہ کار لوگوں سے مشورہ بھی کیا جائے تاکہ مختلف پہلو سامنے آسکیں۔ قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا تھا "وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ" یعنی آپ صحابہؓ سے مشورہ کیا کریں۔ (سورۃ آل عمران آیت ۱۵۹) اور قرآن مجید کی ایک

سورت کا نام ہی "سورۃُ الشوری" ہے اس کی آیت ۳۸ میں صحابہؓ اور اولیاء اللہؒ کی صفات ذکر کرتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا گیا کہ "وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ" کہ ان کا کام آپس کے مشورہ سے طے ہوتا ہے۔ (القرآن)

معجم طبرانی کی ایک روایت میں ہے جو سنداً اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کا مفہوم دوسری نصوص کے مطابق ہے: مَاخَابَ مَنِ اسْتَخَارَ ، وَمَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ ۔۔۔یعنی جو اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا ہے وہ ناکام نہیں ہوتا اور جو مشورہ کرکے کام کرتا ہے وہ شرمندہ نہیں ہوتا۔

لہٰذا جب بھی کوئی اہم کام انجام دینا ہوتو: (الف) سب سے پہلے خود اس کے اچھے بُرے ہونے کا فیصلہ کرے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل کی جو عظیم دولت عطا کی ہے اسے استعمال کرکے طے کرے کہ یہ کام کرنا مناسب ہوگا یا نہیں۔

(ب) پھر اگر عقلاً اور شرعاً وہ کام درست اور حلال ہو اور کرنا مفید معلوم ہوتا ہوتو اللہ تعالیٰ سے مسنون استخارہ کرے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

(ج) استخارہ کے بعد یا استخارہ کے ساتھ ساتھ اہل محبت مُخلص اور تجربہ کار لوگوں سے مشورہ کرے کیونکہ مشورہ کرکے کام شروع کرنا شرعی حکم ہے اور مشورہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ عادت اور سنت مبارکہ ہے جس کا آپ ہمیشہ اہتمام فرماتے تھے۔ ان تینوں مراحل کے بعد جب دل مطمئن ہوجائے تو اللہ کا نام لے کر حوصلہ اور ہمّت کے ساتھ وہ کام انجام دے اور اس کے لئے تمام ضروری اسباب بھی اختیار کرے۔

استخارہ کا مسنون طریقہ

صحیح بخاری اور دیگر مستند کتب حدیث میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام کاموں میں استخارہ کرنا اس طرح سکھاتے تھے جیسے آپ ہمیں قرآن مجید کی سورتیں سکھاتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ "جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو وہ فرضوں کے علاوہ (یعنی بطورِ نفل) دو رکعت نماز پڑھے اور پھر یہ دعا مانگے":

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ ، وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ ، وَاَنْتَ عَلَّامُ

الْغُيُوْبِ ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ[1] خَيْرٌ لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ وَفِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِيْ ، وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ[2] شَرٌّ لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ وَفِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ[3] بِهِ .

(صحيح بخاری . فتح الباری ص ۱۸۳ ج ۱)

ترجمہ : اے اللہ میں آپ کے علم کے ذریعہ آپ سے خیر طلب کرتا ہوں اور آپ کی قدرت کے طفیل قدرت طلب کرتا ہوں اور آپ سے آپ کا عظیم فضل مانگتا ہوں، کیونکہ آپ قادر ہیں میں قادر نہیں ہوں، آپ کو علم ہے مجھے علم نہیں اور آپ غیب کی باتوں کو جاننے والے ہیں۔ اے اللہ! اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام (بہ صورت) میرے دین، میری زندگی، میرے کاموں کے انجام کے اعتبار سے اور فوری اور بعد کے نتائج کے اعتبار سے میرے لئے بہتر ہے تو اسے میرے لئے مقدّر فرما دے۔۔۔ اور اے اللہ! اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ کام میرے دین، میری زندگی، میرے کاموں کے انجام اور فوری اور بعد کے نتائج کے اعتبار سے میرے لئے بُرا ہے تو اسے مجھ سے دور کر دیجئے اور مجھے اس سے ہٹا دیجئے، اور جہاں میرے لئے خیر ہو وہ میرا مقدر کر دیں پھر مجھے اس پر راضی بھی رکھئے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "هذا الأمر" کی جگہ میں اپنی حاجت ذکر کردے (یا کم از کم اس کا تصوّر رکھے) (صحیح بخاری۔ کتاب الدعوات)[4]

(۱،۲)۔۔۔اس جگہ اپنی حاجت کا تصوّر کرے۔

(۳)۔۔۔ترمذی کی ایک روایت میں "رَضِّنِي" کے بجائے "أَرْضِنِي" بھی آیا ہے۔

(۴)۔۔۔صحیح البخاری (۸۱/۸)۔۔ باب الدعاء عند الاستخارۃ

عن محمد بن المنكدر، عن جابر رضى الله عنه ، قال : كان النبى صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة فى الامور كلها ، كالسورة من القرآن : "اذاهم بالأمر فليركع ركعتين ثم يقول : اللهم انى استخيرك بعلمك ، واستقدرك بقدرتك ، وأسالك من فضلك العظيم ، فانك تقدر ولا أقدر ، وتعلم ولا أعلم ، وأنت علام الغيوب ، اللهم ان كنت تعلم أن هذا الامرخير لى فى دينى ومعاشى وعاقبة أمرى . أو قال : فى عاجل أمرى وآجله . فاقدره لى ، وان كنت تعلم أن هذا الأمر شر لى فى دينى ومعاشى وعاقبة أمرى . أو قال : فى عاجل أمرى وآجله . فاصرفه عنى واصرفنى عنه ، واقدر لى الخير حيث كان ، ثم رضنى به ، ويسمى حاجته ."

۲۔ مستدرک حاکم میں سیدنا حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی خاتون سے منگنی کا ارادہ ہوتو فی الحال لوگوں سے ذکر نہ کرے بلکہ وضوء کرے اور اچھی طرح وضوء کرے پھر جتنی (نفل) نماز کی منجانب اللہ توفیق ہو وہ ادا کرے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے پھر اس کے بعد یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَقْدِرُ وَلاَ اَقْدِرُ ، وَتَعْلَمُ وَلاَ أَعْلَمُ ، وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ، فَاِنْ رَأَيْتَ لِيْ فُلَانَةَ (تُسَمِّيْهَا بِاسْمِهَا) خَيْرًا لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَایَ وَآخِرَتِيْ ، فَاقْدُرْهَا لِيْ ، وَاِنْ كَانَ غَيْرُهَا خَيْرًا لِيْ مِنْهَا فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَایَ وَآخِرَتِيْ ، فَاقْضِ لِيْ بِهَا ، أَوْ فَاقْدُرْهَا لِيْ .

ترجمہ: اے اللہ آپ قادر ہیں میں قدرت نہیں رکھتا، آپ جانتے ہیں میں نہیں جانتا اور آپ غیب کی باتوں کو خوب جاننے والے ہیں اگر آپ میرے لئے اس خاتون کو (اس کا نام لے کر کہے) میرے دین، میری دنیا، اور میری آخرت کے لئے بہتر سمجھتے ہیں تو اسے میرے لئے مقدر فرمادیں، اور اگر اس خاتون کے علاوہ کوئی دوسری عورت، میرے دین، میری دنیا اور میری آخرت کے لئے بہتر ہے تو اس کا میرے حق میں فیصلہ فرمادے۔ (۱)

استخارہ کتنی مرتبہ کرنا بہتر ہے

(۳) ایک ضعیف روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

(۱).. المستدرک علی الصحیحین للحاکم (۱/۴۵۷)

فَأَمَّا حَدِيْثُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ فَرُّوْخٍ .... اَخْبَرَنِيْ حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ ، أَنَّ الْوَلِيْدَ بْنَ اَبِي الْوَلِيْدِ ، أَخْبَرَهُ أَنَّ اَيُّوْبَ بْنَ خَالِدِ بْنِ أَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ ، عَنْ اَبِيْهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : اكْتُمِ الْخِطْبَةَ ، ثُمَّ تَوَضَّأْ فَأَحْسِنْ وُضُوْءَ کَ ، ثُمَّ صَلِّ مَاكَتَبَ اللّٰهُ لَکَ ، ثُمَّ احْمَدْ رَبَّکَ وَمَجِّدْهُ ، ثُمَّ قُلِ : اللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ ، وَتَعْلَمُ وَلَااَعْلَمُ ، وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ، فَاِنْ رَأَيْتَ لِيْ فُلَانَةَ تُسَمِّيْهَا بِاسْمِهَا خَيْرًا لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَایَ وَآخِرَتِيْ ، فَاقْضِ لِيْ بِهَا "أَوْ قُلْ : (فَاقْدُرْ هَا لِيْ) هٰذِهِ سُنَّةُ صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ عَزِيْزَةٌ تَفَرَّدَ بِهَا أَهْلُ مِصْرَ، وَرُوَاتُهُ عَنْ آخِرِهِمْ ثِقَاتٌ ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ "

علیہ وسلم نے فرمایا: اے انس جب تم کسی کام کا ارادہ کرو تو سات مرتبہ اپنے پروردگار سے استخارہ کرو۔ پھر دیکھو کہ تمہارا دل کس صورت کی طرف مائل ہو رہا ہے تو سمجھو کہ خیر اسی میں ہے۔ (۱)

مختصر استخارہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کام کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا مانگتے : اَللّٰھُمَّ خِرْ لِیُ وَاخْتَرْ لِیُ ... اے اللہ آپ میرے لئے پسند کردیں اور میرے لئے (بہتر صورت) اختیار کرلیں۔ (شرح السنة للبغوی ۱۵۵/۴)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی فوری فیصلہ کرنا ہو اور مسنون طریقہ کے مطابق نماز پڑھ کر دعائے استخارہ مانگنے کا موقعہ نہ ہو تو یہ دعا مانگ کر **توکلاً علی اللہ** فیصلہ کرے تو امید ہے کہ اس میں خیر ہوگی۔

احقر نے اپنے اکابر کو دیکھا اور دیکھتا ہے کہ وہ جب کسی کام کا یا کسی فائل کا فیصلہ کرنے لگتے ہیں تو چند لمحات کے لئے رُک کر دل دل میں یہ دعا مانگ لیتے ہیں اور پھر اپنی زبان یا اپنے قلم سے فیصلہ فرماتے ہیں۔

استخارہ سے متعلق چند اہم امور

۱۔۔۔نماز استخارہ کی دو رکعتوں میں قرآن مجید کی کوئی سی دو سورتیں یا آیتیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ بعض علماء نے پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری میں سوۂ اخلاص پڑھنے کا مشورہ دیا جبکہ بعض علماء نے پہلی رکعت میں سورۂ القصص کی آیت نمبر (۶۸) وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ الخ اور دوسری آیت میں سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۶۔ وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ الخ کا مشورہ دیا ہے لیکن ان میں سے کوئی بات حدیث سے ثابت نہیں اس لئے یہ سورتیں یا آیتیں پڑھے تو بھی درست ہے یا اور کوئی سُورت یا آیت پڑھے وہ بھی درست ہے۔

۲۔۔۔اگر وقت میں گنجائش ہو اور معاملہ اہم ہو تو مناسب ہے کہ سات مرتبہ نماز استخارہ اور دعائے

۱۔ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أنس اذا هممت بأمر فاستخر ربّک فيه سبع مرّات ثم انظر الى الذى يسبق الى قلبک فان الخير فيه . (عمل اليوم والليلة لابن السنى ص ۵۵۰) سنداً یہ حدیث قابل اعتماد نہیں البتہ فی نفسہ دعا کا تکرار کرنا حدیث سے ثابت ہے۔ عمدۃ القاری۔ حاشیہ عمل الیوم ص ۵۵۱۔



استخارہ پڑھے یا کم از کم اتنی مرتبہ پڑھے کہ دل ایک طرف مائل ہوجائے اور تردّد دور ہوجائے۔ جیسا کہ **عمل الیوم واللیلۃ** کی روایت سے معلوم ہوتا ہے اگرچہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔

۳۔۔۔ استخارہ اور مشورہ کے نتیجہ میں خواب نظر آنا کوئی ضروری نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تردّد دور ہوجائے اور دل ایک طرف مائل ہوجائے اور ایک طرف خیر غالب نظر آنے لگے یا ایک طرف کے راستے بند ہونے شروع ہوجائیں اور دوسری طرف کے راستے کھلنے لگیں تو اسی میں خیر غالب سمجھی جائے۔ واضح رہے کہ خواب کی تعبیر بذاتِ خود مشکل فن ہے۔ بعض اوقات خواب کے نتیجہ میں فیصلہ ممکن نہیں ہوتا، کیونکہ ایک ہی خواب کی مختلف تعبیریں دی جاسکتی ہیں اور خواب حجتِ شرعیہ بھی نہیں ہے۔

۴۔۔۔ استخارہ کے بعد دل جس طرف مائل ہو وہ صورت شریعت اور عقل کے اعتبار سے بھی بہتر ہونی ضروری ہے ورنہ شیطان یا نفس کے دھوکہ میں آدمی وہ صورت اختیار کرسکتا ہے جو شرعی اور عقلی اعتبار سے بہتر نہ ہو مگر اس کی اپنی ناجائز خواہشات کی اس سے تسلّی ہوتی ہو۔ (فتح الباری ص ۱۸۷ ج ۱۱)

۵۔۔۔ یہ بات بھی ہمیشہ ذہن میں رہنی چاہئے کہ یہ دنیا اور دنیا کی ہر چیز خیر و شر کا مجموعہ ہے حضرت مولانا مسیح اللہ قدس سرّہ کا ارشاد ہے کہ ایسی جگہ جہاں خیر ہی خیر ہو وہ صرف ایک جگہ ہے اور وہ جنت ہے اور ایسی جگہ جہاں شر ہی شر ہو وہ ایک جگہ ہے جو جہنم ہے۔ باقی دنیا خیر اور شر کا مجموعہ (اور جنت و جہنّم کا نمونہ) ہے۔

لہٰذا استخارہ کے بعد جو صورت اختیار کی جائے گی اس میں خیر غالب ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ مگر دنیا کے اعتبار سے۔ مثلاً دو صورتوں کے درمیان استخارہ کیا گیا، فرض کیجئے ایک میں ساٹھ فیصد خیر تھی اور دوسری میں پچھتر فیصد اور استخارہ کے نتیجہ میں پچھتر فیصد والی خیر آپ کے لئے مقدّر ہوگئی تو بلاشبہ یہ خیر ہی ہے۔

۶۔۔۔ استخارہ کے بعد جو صورت اختیار کی جائے یا منجانب اللہ مقدّر ہوجائے یعنی اس کے راستے کُھل جائیں اور دوسری طرف کے راستے بند ہوجائیں تو اسے خیر سمجھ کر اختیار کرلیا جائے ـــــ لیکن ـــــ اس کے بعد یہ بھی ضروری ہے کہ خیر والی صورت کی خیر کو باقی رکھنے کی کوشش کی جائے۔ اپنی غفلت، لاپرواہی اور بدعملی سے خیر کی اس صورت کو ضائع نہ کیا جائے۔ مثلاً استخارہ کے نتیجہ میں جو کار خریدی گئی، یا مکان خریدا گیا، یا کسی عورت اور مرد سے نکاح کیا گیا اس کے حقوق ادا کرکے اس خیر کو باقی رکھنا بھی ضروری ہے۔ اگر بدعملی کے نتیجہ میں کوئی نقصان ہوا تو اس کی ذمہ داری استخارہ پر نہیں ہوگی بلکہ نقصان کی ذمہ داری اس بدعملی، کوتاہی، لاپرواہی

اور غفلت پر عائد ہوگی جس کے نتیجہ میں یہ نقصان ہوا ہے۔

۷۔۔۔اسی لئے استخارہ کے بعد جو صورت مقدر ہو اس میں پیش آنے والی نارمل اور معمولی مشکلات سے پریشان ہونے کا کوئی مطلب نہیں مثلاً استخارہ کے بعد اگر کوئی کار خریدی گئی تو پیٹرول، انجن آئل کی اپنے وقت پر تبدیلی، اپنے وقت پر ٹائروں کی تبدیلی، کار کی معمول کی دیکھ بھال یہ سب زندگی کا حصّہ ہے۔ استخارہ کے بعد یہ سب کام کار کے استعمال کے لئے لازمی اور ضروری ہیں۔ اسی طرح نکاح میں میاں بیوی کے لئے ضروری ہوگا کہ استخارہ کے بعد جو نکاح ہوا ہے اس میں دونوں ایک دوسرے کے حقوق لازمی ادا کریں ورنہ نقصان ہوگا مگر اس کی وجہ یہ ہوگی کہ انہوں نے ایک دوسرے کے حقوق ادا نہیں کیے۔

۸۔۔۔ ہر چیز کی خیر اسی کے حساب سے ہوتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ایک مدّت متعینہ تک اس میں خیر ہو لیکن مدّت پوری ہونے کے بعد اسے تبدیل کرنے کی ضرورت پڑ جائے اور پھر خیر دوسری جگہ ہو۔

۹۔۔۔اصل خیر آخرت کی ہے اسی لئے اگر دنیا کی کچھ تکلیف پیش آئی مگر آخرت کے اعتبار سے اُس میں خیر عظیم ہوئی تو ایک مومن کے لئے وہ بھی نعمت ہے بلکہ نعمتِ کبریٰ ہے۔ قرآن مجید میں ہے: وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى۔ آخرت بہتر ہے اور وہی باقی رہنے والی ہے۔ (سورۃ الاعلیٰ)

۱۰۔۔۔ ہر اہم کام کے لئے استخارہ کرنا لازم ہے اور یہ بذاتِ خود عبادت ہے لہٰذا اس عبادت کے ادا کرنے میں ہمارے لئے دنیا و آخرت کی سعادت ہے، جب کسی نے استخارہ کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اہم عبادت ادا کی۔ استخارہ کرنے سے ثواب ملتا ہے اور ایمان باللہ اور تقرب الی اللہ میں اضافہ ہوتا ہے۔ مسند اُحمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ اسْتِخَارَتُهُ اللّٰهَ (فتح الباری ص ۱۸۴ ج ۱۱) یعنی آدمی کے لئے یہ سعادت کی بات ہے کہ وہ اللہ سے استخارہ کرے یعنی اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے سے دنیا و آخرت کی خیر مانگنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر معاملہ میں خیر ہمارے لئے مقدر فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب مدظلہم

چند بڑے گناہ

تکبر کرنے کا گناہ

تکبر کی حقیقت اپنے آپ کو بڑا سمجھنا اور دوسرے کو حقیر جاننا ہے۔ یہ تمام بُرائیوں اور گناہوں کی جڑ ہے۔ غصہ، ظلم، کینہ، حسد، بغض وعداوت اور باہمی اختلاف اکثر اسی سے پیدا ہوتے ہیں، کیونکہ اختلاف کی نوبت وہیں آتی ہے جہاں ہر شخص اپنے کو دوسرے سے بڑا سمجھتا ہے۔ اگر ہر شخص اپنے کو دوسرے سے کم سمجھے تو اختلافات اور نااتفاقی کی نوبت نہیں آتی، غرض تکبر تمام خرابیوں اور گناہوں حتی کہ کفر وشرک کی بھی جڑ ہے۔ شیطان مردود نے تکبر کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور ملعون ہوا۔ تکبر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے، اور جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ قیامت کے دن جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

تکبر کی مذمت کے متعلق درج ذیل چند آیات اور احادیثِ طیبہ ملاحظہ فرمائیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(اِنَّهُ لَايُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ) (النحل : ۲۳)

ترجمہ: وہ یقیناً گھمنڈ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ (آسان ترجمہ قرآن: ۸۲۳/۲)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَلَا تَمْشِ فِيْ الْاَرْضِ مَرَحاً اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (لقمان : ۱۸)

اور زمین پر اِتراتے ہوئے مت چلو۔ یقین جانو اللہ تعالیٰ کسی اِترانے والے، شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔ (آسان ترجمہ قرآن: ۱۲۶۰/۳)

متعدد احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبر کی مذمت بیان فرمائی ہے۔

حدیث نمبر۱

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : "يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِيْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ ، فَيُسَاقُوْنَ إِلَى سِجْنٍ فِيْ جَهَنَّمَ يُسَمَّى بُوْلَسَ تَعْلُوهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِيْنَةَ الْخَبَالِ" (هذا حديث حسن) (سنن الترمذی . ۴/ ٦٥٥)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تکبر کرنے والے قیامت کے دن چھوٹی چیونٹیوں کی مانند مردوں کی صورتوں میں اٹھائے جائیں گے، ذلت اُن کو ہر طرف سے ڈھانپے گی، وہ جہنم کے ایک قید خانہ کی طرف ہنکائے جائیں گے جس کا نام بولَس ہے، اُن پر آگوں آگ ہوگی، اُنہیں دوزخیوں کا نچوڑ یعنی خون اور پیپ پلایا جائے گا جسے "طینۃ الخبال" کہتے ہیں۔(ترمذی)

تشریح: "آگوں آگ" سے مراد یہ ہے کہ اس قید خانہ میں ایسی آگ ہے کہ دوزخ کی آگ بھی اس سے پناہ مانگتی ہے۔ اور "عصارۃ" اس کو کہتے ہیں جو کسی چیز کے نچوڑنے سے ٹپکے، دوزخیوں کے عصارہ سے مراد ان کے جسم سے بہنے والے خون اور پیپ وغیرہ ہیں۔ اور یہ تکبر کرنے والوں کی خوراک ہوگی۔

حدیث نمبر۲

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : "لَايَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ" (صحيح مسلم . ۱/ ۹۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔(صحیح مسلم)

حدیث نمبر۳

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ، قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُوْلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ "اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ ، وَالْعَظْمَةُ إِزَارِيْ ، مَنْ نَازَعَنِيْ وَاحِدًا مِنْهُمَا ، أَلْقَيْتُهٗ فِيْ جَهَنَّمَ " (سنن ابن ماجه . ۲/ ۱۳۹۷)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ، رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا تہبند ہے، جو شخص ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز مجھ سے چھینے گا میں اس کو جہنم میں ڈال دوں گا۔(ابنِ ماجہ)

تشریح: کبریائی کو چادر اور عظمت کو تہبند فرمانا درحقیقت کنایہ ہے ''خصوصیت'' سے۔ مطلب یہ ہے کہ کبریائی اور عظمت میری خاص صفت اور صرف میرے ساتھ خاص ہیں، اگر ان دو صفتوں میں سے کسی ایک صفت میں کوئی دوسرا میرا دعویدار ہوگا یعنی تکبر کرے گا تو میں اس کو سزا دوں گا۔

حدیث نمبر۴

عن عابس بن ربيعة ، قال : قال عمر وهو على المنبر :أيها الناس ، تواضعوا فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :"من تواضع لله رفعه الله ، فهو في نفسه صغير ، وفي أعين الناس عظيم ، ومن تكبر وضعه الله ، فهو في أعين الناس صغير ، وفي نفسه كبير، حتى لهو أهون عليهم من كلب أو خنزير"(شعب الايمان ۱۰/ ۴۵۵)

ترجمہ: حضرت عابس بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر، رضی اللہ عنہ، نے منبر پر ارشاد فرمایا: اے لوگو! تواضع اختیار کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے واسطے تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرماتے ہیں، وہ اپنے نزدیک چھوٹا ہوتا ہے اور لوگوں کی نظر میں بڑا ہوتا ہے، اور جس نے تکبر کیا اللہ تعالیٰ اس کو پست اور ذلیل کردیتے ہیں، چنانچہ وہ لوگوں کی نظر میں حقیر ہوتا ہے اور اپنے دل میں بڑا ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے اور سُور سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔(شعب الایمان)

حدیث نمبر۵

عن أبي هريرة ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :"ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ، ولا يزكيهم : شيخ زان ، وملك كذاب ،

وعائل مستکبر " (شعب الایمان . ۱۰/ ۴۶۵)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ، رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کریں گے اور نہ انہیں پاک کریں گے ۔ (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا سربراہ (۳) غریب متکبر۔ (شعب الایمان)

حدیث نمبر ۶

عن سراقة بن مالک بن جعشم ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : "ألا أخبركم بأهل الجنة ، وأهل النار ؟ فأهل النار كل جعظرى جواظ مستكبر ، وان أهل الجنة الضعفاء المغلوبون "(شعب الايمان . ۱۰/ ۴۷۲)

ترجمہ: حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کے بارے میں خبر نہ دوں؟ (پھر آپ نے ارشاد فرمایا) ہر بداخلاق اور جمع کرنے والا (یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہ کرنے والا) اور متکبر اہلِ جہنم میں سے ہے اور اہلِ جنت کمزور اور مغلوب (لوگ) ہوں گے۔

حدیث نمبر ۷

عن أبى هريرة ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : "ثلاث منجيات ، وثلاث مهلكات ، فأما المنجيات : فتقوى الله فى السر والعلانية ، والقول بالحق فى الرضا والسخط ، والقصد فى الغنى والفقر ، وأما المهلكات : فهوى متبع ، وشح مطاع ، واعجاب المرء بنفسه ، وهى أشد هن " (شعب الايمان . ۹/ ۳۹۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ، رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔

نجات دلانے والی چیزیں یہ ہیں: (۱) لوگوں سے چھپ کر اور لوگوں کے سامنے دونوں حالتوں میں اللہ سے ڈرنا (۲) رضامندی اور ناراضگی دونوں حالتوں میں حق بات کہنا (۳) مالداری اور فقیری دونوں حالتوں میں میانہ روی اختیار کرنا اور ہلاک کرنے والی چیزیں یہ ہیں: (۱) وہ خواہش (نفسانی) جس کا اتباع کیا جاوے (۲) حرص جس کی پیروی کی جائے (۳) اور آدمی کا اپنے نفس پر اترانا، اور یہ ان میں سب سے زیادہ سخت (اور سب سے زیادہ بُری چیز) ہے۔ (شعب الایمان)

مذکورہ بالا آیات اور احادیث سے معلوم ہوا کہ تکبر کرنا بڑا سخت گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اور عاجزی اختیار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔ آمین۔

تکبر کرنے کی سزا

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : "يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمْثَالَ الذَّرِّ فِيْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ ، فَيُسَاقُوْنَ اِلَى سِجْنٍ فِيْ جَهَنَّمَ يُسَمَّى بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِيْنَةَ الْخَبَالِ" (هذا حديث حسن) (سنن الترمذی . ۴/ ۶۵۵)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تکبر کرنے والے قیامت کے دن چھوٹی چیونٹیوں کی مانند مردوں کی صورتوں میں اٹھائے جائیں گے، ذلت اُن کو ہر طرف سے ڈھانپے گی، وہ جہنم کے ایک قید خانہ کی طرف ہنکائے جائیں گے جس کا نام بولَس ہے، اُن پر آگوں آگ ہوگی، انہیں دوزخیوں کا نچوڑ یعنی خون اور پیپ پلایا جائے گا جسے "طینۃ الخبال" کہتے ہیں۔ (ترمذی)

تشریح: "آگوں آگ" سے مراد یہ ہے کہ اس قید خانہ میں ایسی آگ ہے کہ دوزخ کی آگ بھی اس سے پناہ مانگتی ہے۔ اور "عصارۃ" اس کو کہتے ہیں جو کسی چیز کے نچوڑنے سے ٹپکے، دوزخیوں کے عصارہ سے مراد ان کے جسم سے بہنے والے خون اور پیپ وغیرہ ہیں۔ اور یہ تکبر کرنے والوں کی خوراک ہوگی۔

خطاب: حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم
ضبط وترتیب ــــــــــــــ شفیق الرحمن کراچوی

انتخابات کے بعد ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

۱۳/ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۷/جولائی ۲۰۱۸ء کو حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے جامع مسجد بیت المکرم گلشن اقبال کراچی میں جمعہ کے اجتماع سے بصیرت افروز خطاب فرمایا، جس میں حضرت والا مدظلہم نے انتخابات کے بعد ہماری ذمہ داریوں کے حوالے سے اہم ہدایات ارشاد فرمائیں۔ مولائے کریم اہل پاکستان کو ان ہدایات پر کما حقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ــــــــــ ادارہ

خطبۂ مسنونہ میں آیت (قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ إِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ (۲۶) تُولِجُ اللَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِی اللَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ(آل عمران۲۶، ۲۷) کے بعد فرمایا :

انتخابات کا موجودہ نظام

بزرگان محترم اور برادران عزیز!

الیکشن کے عمل سے پہلے ایک عرصہ ایسا گزرا جس میں طرح طرح کے دعوے اور مخالفین پر الزامات وغیرہ کا ایک لامتناہی سلسلہ چلتا رہا، اور پورا سیاسی نظام ایک انتخابی بخار میں مبتلا رہا ، میں پہلے تو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انتخابات کا یہ نظام جو ہمارے ملک میں جاری ہے اس کا یہ پہلو کہ کوئی بھی امیدوار کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنی تعریف میں اور اپنے دعووں اور وعدوں میں زمین اور آسمان کے قلابے ملاتا ہے اور اپنے مخالف کو طرح طرح کے الزامات کا نشانہ بناتا ہے، کہتا ہے میں اچھا ہوں دوسرا بُرا ہے مجھے ووٹ دو اور دوسرے کو نہ دو۔

یہ نظام کہ جس میں خود آدمی اپنے آپ کو حکومت و اقتدار کے لیے پیش کرتا ہے یہ بذاتِ خود حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خلاف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح ارشاد فرمایا کہ لا تسأل الإمارة کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے امیر بننے کا مطالبہ نہ کرے، از خود کوئی حاکم بننے کی کوشش یا سوال نہ کرے، إنک إن سألتها اگر تم خود حاکم بننے کا مطالبہ کرو گے یا سوال کرو گے تو معاملہ تمہارے حوالے کر دیا جائے گا، پھر تم جانو اور تمھاری حکومت جانے وإن أتتک بغیر مسألة اور اگر تمہارے مطالبہ کے بغیر تمہارے پاس حکومت آ جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہاری مدد ہوگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک اصول بیان فرمایا کہ کوئی شخص اپنے لئے حکومت طلب نہ کرے، اگر طلب کئے بغیر اس کے پاس آ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گے، اگر اس کے مطالبے پر آئے گی تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا کہ تم جانو اور تمھاری حکومت جانے، جس طرح چاہو چلاؤ، یہ ایک حدیث کا مفہوم ہے۔ چنانچہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے میں یہی ہوا کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر کو خلیفہ بنانے کی تجویز دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نہیں، میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ لہٰذا موجودہ انتخابی نظام کہ جس میں ہر آدمی کھڑے ہو کر یہ کہتا ہے کہ میں ایسا ہوں مجھے حکمران بناؤ، یہ بذاتِ خود شریعت کے مطابق نہیں ہے۔

ویسے بھی آپ سوچیں کہ کوئی آدمی یہ کہے کہ میں اچھا ہوں دوسرا بُرا ہے، میری حمایت کرو، دوسرے کی مخالفت کرو، سیاست سے ہٹ کر اخلاقی اعتبار سے بھی یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کی تائید کی جائے، لیکن چونکہ نظام ایسا بنا دیا گیا ہے اس واسطے حکومت بنانے کا اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں رہا تو ایسے موقع پر فقہاء کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جہاں کسی شخص کے لئے ظالموں سے حکومت واپس لینے کا اور کوئی راستہ نہ ہو تو وہاں کوئی شخص اپنے لیے کوشش کر سکتا ہے تو اس تھوڑی سی گنجائش کی وجہ سے اس انتخابی نظام کو کسی طرح گوارا کر لیا گیا ہے۔

میری ایک کتاب ہے "اسلام اور سیاسی نظریات" جس میں میں نے یہ بتایا ہے کہ اسلامی طریقہ پر حکومت کا انتظام کس طرح ہونا چاہئے، اور آج کے دور میں بھی ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کر کے اپنا سیاسی نظام بنانا چاہیں تو اس کا کیا طریقہ ہوگا؟ اور عملی طور پر اس کو کیسے نافذ کیا جائے گا؟

اس کی پوری تفصیل میں نے اس کتاب کے اندر درج کی ہے لیکن چونکہ وہ نظام ابھی تک نہیں ہے اس لئے مجبوراً یہ کرنا پڑتا ہے کہ جو امیدوار کھڑے ہوئے ہیں ان میں سے جو بہتر ہوں ان کو ووٹ دینے کا مشورہ دے دیا جاتا ہے۔

انتخابات کے دوران سرزد ہونے والے پانچ گناہ

دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ انتخابات کی ان سرگرمیوں میں اور انتخابات کی اس مہم میں اللہ بچائے ہم سے پتہ نہیں کتنے سارے گناہ سرزد ہوئے ہیں، غیبتیں اس میں ہوئیں، بہتان تراشیاں اس میں ہوئیں، دوسروں پر الزامات لگانے کا ایک لامتناہی سلسلہ اس میں ہوا، اور بغیر تحقیق کے افواہیں پھیلانے کا سلسلہ اس میں ہوا، اور دوسروں کو بُرے بُرے ناموں سے یاد کرنے کا سلسلہ اس میں ہوا، یہ پانچ چیزیں میں نے گنوائی ہیں، یہ پانچوں چیزیں ایسی ہیں جو قرآن کریم کی صریح آیات کے خلاف ہیں۔

غیبت کے متعلق ایک فقہی مسئلہ

ایک بات یہ سمجھ لیجئے کہ اگر کسی شخص کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا ہو کہ اس کو کوئی ذمہ داری سونپی جائے یا نہیں؟ یا یہ اندیشہ ہو کہ اس کو اس ذمہ دای کے سونپنے سے اجتماعی نقصان ہوسکتا ہے تو اس صورت میں اس کی بُرائی بقدر ضرورت بیان کردی جائے تو یہ عمل غیبت کے زمرے میں نہیں آتا جیسے فرض کرو کوئی شخص کہیں شادی کا رشتہ لیکر گیا اور جس کے پاس وہ رشتہ لے کر گیا ہے وہ کسی دوسرے سے مشورہ کرتا ہے کہ یہ کیسا آدمی ہے، اسے میں اپنی بیٹی دوں یا نہ دوں، چنانچہ ایسی صورت میں اگر کوئی شخص دیانتداری کے ساتھ بقدر ضرورت اس کی بُرائی بیان کردے کہ بھائی اس میں فلاں خرابی ہے، یہ غیبت نہیں کیونکہ اس میں دوسروں کو نقصان سے بچانا مقصود ہے، اسی طرح ایک امیدوار کھڑا ہے، اور کوئی پوچھ رہا ہے کہ بھائی اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو اگر کوئی شخص بقدر ضرورت اس کی کوئی خامی یا کمی کی نشاندہی کردے تو یہ غیبت نہیں ہے، یہ گناہ نہیں ہے، اس لئے کہ اگر اس کی یہ بات نہ بتائی جائے تو لوگ دھوکہ میں مبتلا ہوجائیں گے اور غلط فہمی میں مبتلا ہوجائیں گے، لیکن غیبتوں کا ایک لامتناہی سلسلہ اور ایسی غیبتیں، ایسی ایسی باتیں جن کی کوئی تحقیق نہیں، مثلاً تحقیق کے بغیر یوں کہنا کہ فلاں نے تو اتنے ارب روپے کھالئے ہیں، فلاں نے اتنے لاکھوں کمالئے ہیں، فلاں نے اتنی خیانت کی ہے، جائز نہیں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ **کفی بالمرء کذبا أن یحدث بکل ماسمع** یعنی انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ جو بات سنے بغیر کسی تحقیق کے دوسروں تک پہنچادے، اس ملک میں بہتان لگانے کا یہ سلسلہ جاری رہا، باوجود اس بات کو جانتے ہوئے کہ میں غلط کہہ رہا ہوں اللہ بچائے یہ سلسلہ جاری رہا، اسی طرح ایک دوسرے کو بُرے بُرے القابات سے یاد کیا گیا قرآن کریم کا ارشاد ہے **(وَلَاتَنَابَزُوا بِالْأَلْقَاب)** **(الحجرات :۱۱)** ایک دوسرے کو بُرے بُرے القاب سے یاد نہ کرو اور جس کے بارے میں کوئی بات کہنی ہے تو جو اس کا نام ہے وہ نام لو لیکن بُرے بُرے القاب سے یاد کرنا، بُرے بُرے نام اس کے لیے تجویز کرنا یہ **تَنَابُزُ بِالْأَلْقَابُ** ہے جو قرآن کریم کی صریح نص سے حرام ہے، ایک آدمی کا اچھا بھلا نام ہے آپ اس کو ایک ایسا لقب دیتے ہیں، جو اس کی برائی پر مشتمل ہوتا، ہے یہ حرام اور ناجائز ہے، لیکن یہ سارا کچھ اس انتخابی مہم کے دوران ہوا ہے۔

اور یہ صرف جماعتوں کی طرف سے اور صرف امیدواروں کی طرف سے نہیں ہوا ، بلکہ ہماری آپس کی گفتگو میں جب بحثیں چلتی تھیں اور لوگ انتخابات کے متعلق تبصرے کرتے تھے تو ہر ایک اپنے گریبان میں ذرا جھانک کر دیکھ لے کہ ان تبصروں کے دوران اس نے آیا کوئی بہتان لگایا کہ نہیں؟ کسی کو برے نام سے یاد کیا کہ نہیں؟ کسی کو گالی دی کہ نہیں ؟ اگر یہ سارے کام ہم نے کیے ہیں تو بتاؤ کہ ان اجتماعی گناہوں کا نتیجہ بالآخر کیا ہوسکتا ہے؟

کرنے کے کام

اس لئے پہلی بات تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس انتخابی مہم کے دوران جو کچھ ہم سے گناہ ہوئے، سب سے پہلے تو ہمیں ان سے توبہ کرنے کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کی ضرورت ہے ــــ یا اللہ ہم نے اپنی حدود سے تجاوز کیا ہے ہم نے لوگوں کی برائیاں کیں، ہم نے اپنی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے، ہم نے ایک دوسرے کے اوپر لعن طعن کیا اور ہم نے ایک دوسرے کو برے ناموں سے یاد کیا یا اللہ! اپنی رحمت سے ہمارے ان اجتماعی گناہوں کو معاف فرمادیجئے ــــ سب سے پہلے تو معافی مانگیں۔

سلطنت وحکومت اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے

آیت کریمہ جو میں نے آپ حضرات کے سامنے پڑھی ہے اور اکثر لوگوں کو یاد بھی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **قل اللھم مالک الملک** اے اللہ ساری بادشاہتوں کا مالک تو ہے، **توتی الملک من تشاء وتنزع الملک مِمَّنْ تَشَاءُ** سلطنت کسی کو دیتا ہے تو تو دیتا ہے اور کسی سے چھینتا ہے تو تو چھینتا ہے **وتعز من تشاء وتذل من تشاء** اور جس کو تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو تو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے **بیدک الخیر** ساری بھلائیاں تیرے قبضۂ قدرت میں ہیں **إنک علی کل شیء قدیر** بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے اور آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ **تو لج اللیل في النھار وتولج النھار فی اللیل** کہ آپ ایسے ہیں کہ رات کو دن میں داخل کر دیتے ہیں اور دن کو رات میں داخل کر دیتے ہیں۔

رات کو دن میں داخل کرنے کا ایک ظاہری مفہوم تو یہ ہے کہ آپ سردیوں اور گرمیوں کے زمانے میں دیکھتے ہیں کہ سردیوں کے زمانے میں راتیں بڑی ہو جاتی ہیں دن چھوٹے ہوجاتے ہیں، تو وہاں اللہ تعالیٰ دن کو رات میں داخل کر دیتے ہیں، اب آج کل تقریباً سوا سات بجے مغرب ہو رہی ہے اور جب سردی کا موسم آئیگا تو ساڑے پانچ بجے بھی ہو جاتی ہے، پونے چھ بجے بھی ہو جاتی ہے، چنانچہ یہ جو درمیانی وقفہ ہے ساڑھے پانچ سے ساڑے سات کا، اس دن کے حصہ کو اللہ پاک رات میں داخل کر دیتے ہیں اور اسی طرح آپ رات کو دن میں داخل کر دیتے ہیں، گرمیوں میں جب راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں تو سردیوں میں جو حصہ رات کا تھا وہ گرمیوں میں دن بن جاتا ہے، اس کا ایک ظاہری مفہوم تو یہ ہے لیکن اس کے اندرونی معنی یہ ہیں کہ آپ حالات کی تاریکی کو حالات کی روشنی سے تبدیل فرماسکتے ہیں اور حالات کی روشنی کو حالات کی تاریکی سے تبدیل فرماسکتے ہیں اور اس کے نتیجے میں جس کو چاہتے ہیں عزت دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں ذلیل کر دیتے ہیں اور خیر، تمام تر، آپ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

اور پھر فرمایا کہ **تخرج الحی من المیت** آپ مردے سے زندہ چیز نکال لیتے ہیں جیسے انڈہ مردہ ہے اس میں جان نہیں ہے اس میں سے بچہ نکال لیتے ہیں اور **وتخرج الحی من المیت** اور زندہ سے مردہ نکال لیتے ہیں جیسے کہ مرغی میں سے انڈہ نکل آیا کہ مرغی زندہ تھی اس میں سے مردہ انڈہ نکل آیا،

یہ ایک ظاہری معنی ہے۔ جبکہ اندرونی معنی یہ ہے کہ آپ اگر چاہیں تو بد سے بدتر انسان کو اچھا بنالیں، جو اخلاقی اور دینی اعتبار سے مردہ تھا اگر آپ چاہیں تو اخلاقی اور دینی اعتبار سے بھی اور اجتماعی اعتبار سے بھی اس کو زندہ کردیں اور اسی طرح اگر آپ چاہیں تو ظاہری طور پر اخلاقی اعتبار سے بھی جو زندہ تھا اس کو مردہ کردیں۔

اس آیت کریمہ سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ یہ دنیا کی سلطنتیں جو کچھ بھی ہیں سب اللہ تبارک وتعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں، لہٰذا جب اللہ تبارک وتعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں تو اسی سے مانگو، کہ اے اللہ ہمیں اپنی رحمت سے اچھے حکمران عطا فرما، ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے حاکموں کو برا نہ کہو بلکہ اپنے اعمال پر نظر ڈالو، اگر تم اچھے ہوگے تمہارے اعمال اچھے ہوں گے، تو تم اللہ کے سامنے سرخرو ہوگے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے تمہارا معاملہ درست ہوگا، اس کے ساتھ تعلق تمہارا مضبوط ہوگا تو اللہ تعالیٰ تمہیں ایسے حکام عطا فرمائیں گے جو نرم دل ہوں گے، جو تمہارے لئے انصاف کرنے والے ہوں گے، جو تمہارے لئے امن وآشتی کا پیغام لانے والے ہوں گے، لیکن اگر تم خراب ہوئے تو اللہ تعالیٰ تم پر بھی ایسے ہی حکام مسلط کرے گا، کیونکہ جب تمہارے دل سخت ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا تم نے بند کردیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ تمہارا معاملہ درست نہ رہا، اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف تم نے زندگی گذاری تو پھر ویسے ہی حکام تم پر مسلط ہوجائیں گے۔

لہٰذا ایک تو اس انتخابات میں ہم سے جو جو غلطیاں ہوئیں ہیں اللہ تعالیٰ سے ان پر معافی مانگ لیں اور مجھے تو اندیشہ یہ ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے، کہ دوسروں کو بلاضرورت برا کہنا، غیبت کرنا، بہتان لگانا برے ناموں سے یاد کرنا یہ درحقیقت ایسا گناہ ہے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہے، اس کا تعلق بندوں کے حقوق سے ہے، اللہ تعالیٰ اپنا حق تو توبہ واستغفار سے معاف کردیتے ہیں، لیکن اگر کسی بندے کا حق پامال ہوا ہو تو جب تک وہ بندہ معاف نہ کرے جس کے خلاف تم نے غلط زبان استعمال کی یا کوئی ایسی بات کہی جو غلط تھی، بہتان تھا، بلاتحقیق بات کہی تھی یا برے نام سے یاد کیا تھا اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتے، تو یہ حقوق العباد میں سے ہے اور بندے کا حق اس کے معاف کئے بغیر عام طور پر معاف نہیں ہوتا۔ لیکن پوری قوم اس میں مبتلا رہی ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کو معاف فرمائیں، اب بھی اگر ہم اللہ تعالیٰ کی

طرف رجوع کرلیں تو یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو راضی کردیں کہ میرا بندہ گناہ سے شرمسار ہے اس کو معاف کردو، بہر حال توبہ و استغفار کرنے کی ضرورت ہے، اس موقع پر جو کچھ بھی ہم نے برائیاں کی ہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہماری برائیاں ہمیں معاف کردے۔

رجوع الی اللہ کی ضرورت ہے

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے کہ یا اللہ جو بھی ہمارے اوپر حکمران آئے ہیں آپ ہی کی مشیت سے آئے ہیں اور ان کو ٹھیک راستے پر چلانا بھی آپ ہی کے قبضے میں ہے بیدک الخیر، ساری بھلائیاں آپ کے قبضہ قدرت میں ہیں، یا اللہ ان کو ہمارے لئے اچھا بنا دیجئے ان کو ہمارے لیے ایسا بنا دیجیے جو ملک وقوم اور ملک وملت کے لیے فائدہ مند ہو اور ان کو ہدایت عطا فرمایئے اور ایسی ہدایت عطا فرمایئے کہ جس کے نتیجہ میں ملک وملت کے مسائل عافیت کے ساتھ حل ہوں، یہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں بجائے اس کے کہ تبصرے ہو رہے ہیں کہ فلاں نے یہ کیا فلاں نے یہ کیا، فلاں ایسا ہوگیا، فلاں جیت گیا، فلاں ہار گیا اور جو ہار گیا اس کا مذاق اڑایا جارہا ہے اور جو جیت گیا اس کے بارے میں فقرے کسے جارہے ہیں، یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو بے فائدہ ہی نہیں بلکہ گناہ ہیں ان تبصروں کے بجائے اللہ سے رجوع کریں کہ یا اللہ جو کچھ بھی نتیجہ سامنے آیا ہے آپ کے قبضہ قدرت میں ہے اور آپ کی مشیت سے آیا ہے یا اللہ اپنی رحمت سے، اپنے فضل وکرم سے اس کو ہمارے حق میں، ملک وملت کے حق میں، عالم اسلام کے حق میں، یا اللہ، اس کو مبارک فرما دیجے، اس کو بہتر فرما دیجیے اور ان کو توفیق عطا فرمایئے کہ یہ آپ کی رضا کے مطابق کام کریں، اس دعاء میں اگر سب شامل ہو جائیں تو کچھ بعید نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے اور ہمارے حالات درست فرمادے۔

ہر شخص اپنے عمل کا ذمہ دار ہے

تیسری بات ــــ اب وقت ختم ہوگیا ہے البتہ مختصراً کہتا ہوں کہ ہر آدمی اپنے عمل کا ذمہ دار ہے، حکام کی کرپشن کی باتیں تو بہت ہوتی ہیں کہ فلاں نے اتنی کرپشن کی، فلاں نے اتنی کرپشن کی لیکن ہم میں سے ہر ایک اپنے اپنے ماحول میں جا کر دیکھے جہاں وہ ملازم ہے جس محکمہ میں ہے، وہ کیا کر رہا ہے، تم

ان کے عمل کے ذمہ دار نہیں ہو، آخرت میں تم اپنے عمل کے ذمہ دار ہو، تم اگر کسی محکمہ میں بیٹھے ہو اور رشوت لے رہے ہو تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الراشی والمرتشی کلاھما فی النار رشوت لینے والا بھی اور دینے والا بھی دونوں جہنم میں ہیں، تو خدا کے لیے پتہ نہیں کب موت آجائے، اپنی زندگی کو درست کرنے کے لیے ہر شخص اپنی جگہ پر یہ عہد کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق چلوں گا اور اپنی ذمہ داریوں کو ایمانداری کے ساتھ ادا کروں گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین.

حادثۂ فاجعہ

میرا بڑا بیٹا حافظ قاری مولوی حماد اشرف عثمانی سلّمہٗ تین ہفتوں کی معمولی علالت کے بعد بروز پیر ۲۳/ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۶/اگست ۲۰۱۸ء اللہ تعالیٰ کو پیارا ہوا، ۷، اگست کی صبح مدرسہ دارالعلوم الاسلامیہ کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں رشتہ دار، مدرسہ کے اساتذہ اور طلبہ کے علاوہ لاہور اور بیرون لاہور سے آنے والے علماء اور صلحاء نے کثیر تعداد میں شرکت کی، جزاھم اللہ تعالیٰ خیراً پھر کریم بلاک کے قبرستان کے گیٹ نمبر ۵ کے دروازہ کے قریب دائیں جانب ان کی تدفین ہوئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون، رحمہ اللہ تعالیٰ وغفرلہ وتقبل اللہ حسناتہ وتجاوز عن سیآتہ، وأسکنہ فی جنّة الفردوس، أکرم اللہ تعالیٰ نزلہ، ووسّع مدخلہ وأسکنہ فی فسیح جنّاتہ، اللھم أبدلہ داراً خیراً من دارہ، وأھلاً خیراً من أھلہ، و زوجاً خیرا من زوجہ، وقاہ اللہ عزوجل من فتنة القبر و أدخلہ فی علّیین بفضلہ تعالیٰ وجُودہ ورحمتہ وکرمہ فانہ أرحم الرّاحمین.

اس حادثہ پر اکابر اور احباب نے کثیر تعداد میں خطوط، صوتی پیغامات اور تحریری پیغامات کے ذریعہ تعزیت کی اور دعائیں کیں، اُن میں سے اکثر کا جواب احقر نہ دے سکا، اب اس تحریر کے ذریعہ میں اور میرے اہلخانہ ان کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے مرحوم کی مغفرت، بلندئ درجات اور ہمارے لئے صبر جمیل کی دعا کی جو مرحوم کے لئے نافع اور ہمارے لئے دل کی تسلی کا باعث ہوئی، جزاھم اللہ تعالیٰ أحسن الجزاء من عندہ. قارئین البلاغ سے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی عاجزانہ درخواست ہے۔ احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ

خادم طلبہ و خادم دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

جمعۃ المبارک ۱۹/ذوالحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۳۱/اگست ۲۰۱۸ء

اشتہار

ڈاکٹر مفتی محمد عمران اشرف عثمانی صاحب مدظلہم

دینی وعصری علوم کا امتزاج

تعارف حرا فاؤنڈیشن شعبہ جامعہ دارالعلوم کراچی

مختلف حلقوں کی طرف سے جامعہ دارالعلوم کراچی کے شعبے حرا فاؤنڈیشن کے بارے میں معلومات حاصل کی گئی تھیں۔ اس مضمون کے ذریعے ان کا جواب دیا گیا جو افادۂ عام کے لئے البلاغ میں شائع کیا جارہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ادارہ

مسلم امہ کے عروج کے دور میں عام مسلمان بنیادی علوم دینیہ اور علوم عصریہ سے مزین ہوتے تھے۔ خواہ وہ کسی بھی پیشہ سے تعلق رکھتے ہوں، مثلاً ڈاکٹر، انجینئر، سائنس دان، ماہر معاشیات وغیرہ سب ہی بنیادی علوم دینیہ حاصل کرتے تھے اور انہیں ان کے پیشہ سے متعلق اور روزمرہ زندگی کے امور سے متعلق دین کے فرائض، واجبات اور حلال وحرام وغیرہ معلوم ہوتے تھے، البتہ مزید دینی احکام جاننے کے لئے کسی فقیہ، مفتی یا عالم کی طرف رجوع کرتے تھے۔ ان مسلم ممالک میں مدارس اور یونیورسٹیوں کے نظام تعلیم میں تفریق نہیں تھی۔ انہی جامعات میں علماء اور مفتی بھی تیار ہوتے تھے اور ڈاکٹر اور سائنسدان وغیرہ بھی۔ اس کی بہترین مثال دنیا کی سب سے پہلی یونیورسٹی جامعہ قرویین ہے جو مراکش کے شہر فاس میں واقع ہے جسے دو خواتین نے تقریباً دوسری صدی ہجری کے زمانہ میں قائم کیا تھا جو تمام علوم دینیہ اور عصریہ کے مراکز تھے، جہاں سے بڑے بڑے مشہور مسلم علماء، فقہاء، سائنس دان ریاضی دان، اطباء، ماہرین فلکیات یہاں تک کہ فنون لطیفہ کے ماہرین بھی پیدا ہوئے۔ یہاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے نہ صرف یورپ کے شاہ زادے بلکہ اقوام عالم سے لوگ دور دراز کا سفر کر کے آیا کرتے تھے۔ مراکش کا محل وقوع اسپین یا اندلس کے قریب تھا جس کی بدولت بہت سے لوگوں نے وہاں سے تعلیم حاصل کی اور مشہور علماء، فقہاء اور فلاسفہ کی صورت میں ابھرے۔

ہم نے اپنے اکابر سے یہ بھی سنا ہے کہ دارالعلوم دیوبند میں طلبہ کو درس نظامی کے ساتھ بعض ایسے مضامین مثلاً ریاضی وفلسفہ، خطاطی وعلم فلکیات یہاں تک کہ بعض پیشہ ورانہ مہارتوں مثلاً خیاطی (سلائی) حداد (لوہار) اور

بڑھئی کا کام بھی ان کے اختیاری مضامین میں شامل ہوتا تھا تاکہ وہ اپنی روزمرہ کی ضروریات اور کسب معاش ان فنون کو استعمال کر کے حاصل کر سکیں اور تعلیم و تدریس خالصۃً اللہ پاک کی رضا کے لئے بغیر کسی معاوضہ کے کر سکیں، جیسے ہمارے بہت سے صحابہ کرام، تابعین، فقہائے کرام مثلاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنے معاش کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ تجارت پر عمل کرتے تھے۔

جامعہ دمشق اور جامعہ ازہر (مصر) میں بھی ایسا ہی تھا۔ جہاں علماء وفقہاء، عصری تعلیم بھی حاصل کرتے تھے جو ان کی دینی خدمات میں مزید مفید و معاون ثابت ہوتی تھی، جس کی موجودہ زمانے میں ایک کامیاب مثال ہمارے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی ہے جو بیک وقت درس نظامی وتخصص فی الافتاء کے فاضل، عالم کبیر، فقیہ الامت، افتاء وقضاء کے شناور، ماہر معاشیات، چوٹی کے قانون دان، انگریزی علوم کے ماہر اور تجربہ کار، بہترین ماہر اقتصادیات، اسلامی بینکاری کے موجد، اردو، عربی اور انگریزی زبان میں تحریر وتقریر پر مکمل عبور رکھنے والے، مفسر قرآن، محدث کبیر، کتابوں کے تاجر، علم تصوف کے امام ہیں، ماشاء الله ، بارک الله فی علمهم وعمرهم ، آمین .

آں جناب کی ذات سے زندگی کے ہر طبقۂ فکر کے لوگ پوری دنیائے عرب وعجم، مشرق ومغرب مسلم اور غیر مسلم سب استفادہ کرتے ہیں والحمدلله علی ذلک۔

ایسا معیاری اور مؤثر نظام تعلیم جس کے ذریعہ امت مسلمہ کے رہنما اور انسانیت کے بہترین خادم تیار ہو سکیں اور جو ہر طبقے کے افراد کے لئے مفید اور نافع ہو ایسے ہی مثالی نظام تعلیم کی وضاحت اور رہنمائی حضرت والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کے تاریخی خطاب میں تفصیل سے موجود ہے جو حضرت والا نے مارچ ۲۰۱۶ء میں حرا فاؤنڈیشن اسکول کے زیر انتظام تکمیل حفظ قرآن کریم کی تقریب ادائے شکر کے موقع اسی موضوع پر کیا تھا جسے البلاغ میں بھی شائع کیا گیا اور اس کی ویڈیو سوشل میڈیا وانٹرنیٹ پر موجود ہے۔

گذشتہ تقریباً دوصدیوں سے مدارس، اسکول اور یونیورسٹیوں اور ان کے نظام تعلیم میں انتہائی تفریق اور دوری پیدا ہوئی جس کے نتیجہ میں ہر ادارے کے فارغ التحصیل میں بھی یہ فرق لازمی طور پر نظر آنے لگا۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد اس بات کی کوششیں ہوتی رہیں کہ کسی طرح اس بُعد اور تفریق میں کمی کی جائے لیکن بعض دینی حلقوں کے عدم تحفظ کے احساس اور بعض لادینی عناصر کی خواہشات اور ملک میں سیاسی عدم استحکام اور بیرونی طاقتوں کے غیر ضروری دباؤ کی وجہ سے یہ روبہ عمل نہ ہوسکا اور نتیجۂ عوام الناس میں افتراق، ایک دوسرے

سے دوری اور منافرت یہاں تک کہ شدت پسندی کا رجحان پروان چڑھا جس کا ملک کو بہت نقصان ہوا اور ملک میں اتحاد کی فضا قائم نہ ہوسکی اور یہ بدستور باقی ہے بلکہ آئے روز اس شدت میں اضافہ ہی ہوتا چلا جارہا ہے۔ہم نے پیغام پاکستان کے ذریعہ لوگوں کو متحد ہونے کا بہت اچھے پیمانہ پر درس دیا اور اس کی کوششیں بھی جاری ہیں الحمدللہ، لیکن احقر کے خیال میں ملکی اتحاد واتفاق میں سب سے بڑی رکاوٹ ہمارے تعلیمی نظام کی خرابیاں اور تفریق ہے۔

دینی مدارس میں طلبہ کو جو عصری تعلیم دی جاتی ہے لازمی ہے کہ اس معیار کی ہو جو ان کے کاموں میں مزید مددگار ومعاون ہو۔مثلاً انگریزی، حساب، سائنس، کمپیوٹر، بزنس اسٹڈیز وغیرہ اسی طرح تمام اسکولوں میں بہترین معیاری عصری تعلیم کے علاوہ بنیادی دینی علوم بھی شامل نصاب ہونا ضروری ہیں جن میں قرآن پاک اور سنت کی تعلیم، عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق سے متعلق بنیادی تعلیم ہو جو ہر مسلمان کی بنیادی ضرورت ہے۔

کچھ ماہ قبل احقر اپنے حضرت والد ماجد مدظلہم کے ارشاد کی تعمیل میں برطانیہ میں قائم کئے گئے بعض اسلامی اسکولوں کے دورہ پر گیا ہوا تھا جہاں احقر نے متعدد اسلامی اسکولوں کا بغور معائنہ کیا اور وہاں کے منتظمین سے تفصیلی آگاہی حاصل کی۔احقر نے اس دورے میں درج ذیل امور نوٹ کئے جن کا خلاصہ یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

۱۔۔۔تمام اسکول گورنمنٹ کے ہوتے ہیں اور حکومت ہی ان کے مصارف برداشت کرتی ہے۔بچوں کے لئے اے لیول تک تعلیم حکومت کی طرف سے بالکل مفت ہے۔یہ ادارے پرائیویٹ نہیں ہوتے البتہ ان کا انتظام حکومت کی طرف سے ایسے باصلاحیت لوگوں کو دیا جاتا ہے جو ان کے نظم ونسق کی اہلیت رکھتے ہوں جبکہ تمام اخراجات حکومت کی طرف سے ہی ہوتے ہیں۔

۲۔۔۔جو اسکول اسلامی کہلاتے ہیں وہ بھی ریاست برطانیہ کے مملوک ہوتے ہیں اور ان میں کم از کم نصف تعداد (انگریز، گورے بچے یعنی غیر مسلم) پڑھتے ہیں اور بقیہ نصف وہاں کی شہریت کے حامل مسلم بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں البتہ ان کو کچھ اضافی دینی تعلیم بھی مسلم معلمین کے ذریعہ دی جاتی ہے۔

۳۔۔۔اساتذہ مسلمان اور انگریز دونوں قسم کے ہوتے ہیں اور ان کے تقرر میں متعلقہ مضامین پڑھانے میں صرف اور صرف مہارت واہلیت ہی ملحوظ ہوتی ہے، تمام برطانوی شہریوں کے لئے اے لیول کیمبرج کے نصاب کے تحت جی سی ای اے اینڈ او لیولز کا امتحان ہوتا ہے۔

۴۔۔۔جو اسکول اسلامی نہیں کہلاتے ان میں بھی سوائے اضافی دینی تعلیم کے وہی کیمبرج کا نصاب پڑھایا جاتا ہے جو اسلامی اسکولوں میں پڑھایا جاتا ہے اس لحاظ سے دونوں میں کوئی خاص تفریق نہیں ہے۔

۵۔۔۔اسلامی اسکولوں کے منتظمین کیمبرج ہی کے فارغ التحصیل مسلمان ہوتے ہیں جو بہت عمدہ معیار سے ان اسکولوں کو چلا رہے ہیں جس کی وجہ سے ان اسکولوں کا معیار بہت سے غیر اسلامی اسکولوں سے بدرجہا بہتر ہے اور ان کے امتحانات کے نتائج غیر معمولی طور پر بہت اچھے ہیں جس کے اعتراف اور حوصلہ افزائی کے لئے حکومت برطانیہ نے ان بچوں اور طلبہ کو خصوصی سرٹیفکیٹس اور انعامات سے نوازا بلکہ خصوصی منتظمین کو سربراہ مملکت کی طرف سے سرٹیفکیٹس، القابات، انعامات اور اسناد دی گئیں اور ساتھ ساتھ ان منتظمین سے یہ درخواست بھی کی کہ ان کے بعض غیر مسلم اسکول جن کے منتظمین کی کارکردگی بہتر نہیں ہے انہیں بھی یہی مسلم منتظمین اپنے انتظام میں لے لیں تاکہ ان اسکولوں کا معیار تعلیم بھی ان کی طرح بہت بہتر ہوجائے چنانچہ اب یہ حضرات تقریباً بیس سے زائد مسلم اور غیر مسلم اسکولوں کا انتظام دیکھ رہے ہیں جن کی وجہ سے مسلمانوں کا تصور وہاں کے غیر مسلم باشندوں اور حکومت کی نظر میں بہت بہتر ہوا ہے۔

٦۔۔۔اسلامی اسکولوں کی وجہ سے تمام بچے بہترین عصری تعلیم بنیادی دینی تعلیم کے ساتھ حاصل کررہے ہیں اور ان شاء اللہ اس بات کی بہت قوی امید ہے کہ یہ بچے جب مستقبل میں یونیورسٹیوں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے نکلیں گے تو یہ بہت مفید شہری اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوں گے جس سے اسلام اور مسلمانوں کو یقیناً بہت فائدہ ہوگا۔

۷۔۔۔مزید یہ کہ وہاں کے تمام دینی مدارس نے بھی اپنے ہاں دینی طلبہ کے لئے درس نظامی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ او اور اے لیول کی تعلیم وتدریس کا آغاز کردیا ہے جس کے تحت صبح کو وہ درس نظامی کی تعلیم اور دوپہر کو کیمبرج کے نصاب کی عصری تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ برطانیہ کے تمام شہریوں کے لئے کیمبرج کی اے لیول تک تعلیم لازم کردی گئی ہے اور اس عصری تعلیم کے جملہ اخراجات حکومت برطانیہ ادا کرتی ہے بلکہ ماہر اساتذہ مہیا کرنے اور ان کو مزید تربیت دینے میں بھی مدد کرتی ہے۔

۸۔۔۔ برطانیہ کے اسلامی اسکول اپنے معیار تعلیم کے لحاظ سے دینی ماحول اور ضروری دینی تعلیمات اپنے نصاب میں شامل ہونے کی وجہ سے بہت مفید ہیں البتہ بعض وجوہ کی بنا پر چند مزید ضروری دینی مواد ابھی تک وہ اپنے نصاب میں شامل نہ کرسکے جن میں قرآن وسنت کی بنیادی تعلیم، ارکان اسلام وتعلیمات اسلام جو عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق سے متعلق ہیں، الحمدللہ یہ ضروری دینی مواد ہمارے یہاں حرا فاؤنڈیشن اسکول میں مونٹیسری سے لے کر اے لیول تک شامل ہے۔اس کے علاوہ حرا فاؤنڈیشن اسکول میں عربی بھی داخل

نصاب ہے تاکہ بچے اصل مآخذ کا مطالعہ کرنے کے قابل بھی بن جائیں۔

۹۔۔۔برطانیہ کے اسلامی اسکول میں پری پرائمری یا مونٹیسری کی تعلیم نہیں دی جاتی بلکہ بچے یہ تعلیم ازخود کسی انگلش اسکول سے حاصل کرکے آتے ہیں جبکہ الحمدللہ حرا فاونڈیشن میں مونٹیسری سے لے کر اے لیول تک ایک ہی نصاب ونظام ہے۔

۱۰۔۔۔ابھی تک برطانیہ کے صرف چند اسلامی اسکولوں میں اے لیول تک تعلیم دی جاتی ہے جبکہ اکثر اسکول صرف اولیول تک تعلیم دے رہے ہیں البتہ حکومت کی پابندی کی وجہ سے جن اسکولوں میں اے لیول کا انتظام نہیں ہے وہ کسی دوسرے انگلش اسکول سے اے لیول کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

الحمدللہ اس لحاظ سے حرا فاؤنڈیشن اسکول ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے کہ اس میں مونٹیسوری سے لے کر اے لیول تک ایک نصاب تعلیم بشمول مندرجہ بالا دینی وعربی علوم، حفظ وناظرہ، لڑکے اور لڑکیوں کے لئے (باپردہ) الگ الگ ایک بہترین ماحول اور بہترین انفراسٹرکچر وفیکلٹی کے ساتھ مناسب فیس میں موجود ہے۔ مزید برآں حرا فاؤنڈیشن اسکول میں اس بات کو بھی ملحوظ رکھا جاتا ہے کہ اگر کیمبرج کے نصاب تعلیم میں کوئی بات خلاف شرع ہو تو اسے صحیح اور مناسب انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔

۱۱۔۔۔حرا فاؤنڈیشن اسکول نے دینی طلبہ اور ان طلبہ کے لئے جو حرا فاؤنڈیشن اسکول سے او اور اے لیول کی تعلیم حاصل نہیں کرسکے یا حرا فاؤنڈیشن اسکول کے ذریعہ مزید اضافی تعلیم یا کسی موضوع پر اختصاص کرنا چاہتے ہوں، ان کے لئے ایک انسٹیٹیوٹ حرا فاونڈیشن کے شعبہ کے طور پر قائم کیا گیا ہے جس کا نام حرا انسٹی ٹیوٹ آف ایمرجنگ سائنسز ہے جس میں لڑکے اور لڑکیوں کے لئے درج ذیل کورسز کا اہتمام کیا گیا ہے ان کی زیادہ تر کلاسز دوپہر کو ہوتی ہیں تاکہ درس نظامی کے طلبہ اپنے فارغ اوقات میں جامعہ دارالعلوم میں اپنے تعلیمی زمانہ میں ہی یہ کورسز کرلیں:

۱۔۔۔پی جی ڈی فور شریعہ اسکالرز اینڈ مینیجمنٹ۔

۲۔۔۔پی جی ڈی آف اسلامک بینکنگ اینڈ فائنانس (مع اشتراک مرکز الاقتصاد الاسلامی)

۳۔۔۔کمپیوٹر کورسز (مع اشتراک سسکو)

۴۔۔۔انگلش لینگویج مختلف کورسز

۵۔۔۔تجارت (Entrepreneurship) پروگرام (مع اشتراک آئی بی اے)

۶۔۔۔مینیجمنٹ اور سوفٹ اسکلز کورسز (مع اشتراک اسکل ڈیولپمنٹ کونسل اور پمز)

۷۔۔۔ڈیجیٹل مارکیٹنگ اور گرافک ڈیزائننگ وغیرہ کورسز (مع اشتراک پرائیویٹ) تعلیمی ادارے۔

ان شاء اللہ مستقبل میں مختلف بیچلرز، ماسٹرز اور پی ایچ ڈی پروگرام باشتراک مقامی یا بین الاقوامی یونیورسٹیز مثلاً ابن خلدون یونیورسٹی ترک وغیرہ ترتیب دیئے جائیں گے۔

ان تمام کاوشوں کا مقصود اصلی اللہ پاک کی رضا کے لئے خلق خدا کی خدمت ہے تاکہ طلباء کی دوران تعلیم درس نظامی یا حرا فاونڈیشن اسکول سے اے لیول مکمل کرنے کے بعد یا دیگر قابل بچوں کی صلاحیت اور نافعیت میں اضافہ کیا جائے تاکہ وہ بالعموم پوری انسانیت اور بالخصوص مسلمانوں کے لئے بہترین اثاثہ بن سکیں۔اللہ پاک ان کاوشوں کو قبول اور کامیاب فرمائے اور ہر شر اور فتنہ سے محفوظ فرمائے اور اس مقصد کو مزید پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

رشوت خوری کا وبال

عن عبدالله بن عمرو قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي (سنن أبي داود ـ ۳۲۶/۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے اور دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

تشریح

مذکورہ بالا حدیث سے رشوت کی مذمت اور بُرائی واضح ہوتی ہے، اس لئے ہر مسلمان کو رشوت کے گناہ سے بچنا ضروری ہے۔ اور جو مال رشوت کے طور پر لیا گیا ہے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ اصل مالک کو واپس کرنا ضروری ہے، اور اگر کسی وجہ سے اصل مالک تک پہنچانا ممکن نہ ہو تو اس کی طرف سے صدقہ کرنا ضروری ہے۔

البتہ حضراتِ فقہاءِ کرامؒ نے فرمایا ہے کہ اگر اپنا "جائز اور ثابت شدہ حق" رشوت دیئے بغیر وصول کرنا ممکن نہ ہو تو مجبوری میں ظلم سے بچنے اور اپنی جان سے شر اور فساد کو دور کرنے کے لئے بھی رشوت دینے کی گنجائش ہے، لیکن دونوں صورتوں میں رشوت لینے والے کے لئے لینا بہر حال ناجائز اور حرام ہے۔

جھوٹ بولنے کا گناہ

عن عبدالله قال قال رسول الله .صلى الله عليه وسلم . اياكم والكذب فان الكذب يهدى الى الفجور وان الفجور يهدى الى النار وان الرجل ليكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عند الله كذابا وعليكم بالصدق فان الصدق يهدى الى البر وان البر يهدى الى الجنة وان الرجل ليصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عند الله صديقا(سنن ابی داود . ۴/ ۴۵۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ جھوٹ سے بچو، اس لئے کہ جھوٹ (انسان) کو گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ (انسان) کو دوزخ کی طرف لے جاتا ہے، اور آدمی جھوٹ بولتا ہے پھر وہ جھوٹ بولتے بولتے اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے، اور تم لوگ سچ بولنے کو لازم کرلو کیونکہ سچ انسان کو نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور انسان سچ بولتا ہے پھر سچ بولتے بولتے انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد حسان اشرف عثمانی

آپ کا سوال

قارئین صرف ایسے سوالات ارسال فرمائیں جو عام دلچسپی رکھتے ہوں اور جن کا ہماری زندگی سے تعلق ہو، مشہور اور اختلافی مسائل سے گریز فرمائیں... (ادارہ)

سوال: کیا مغرب کی اذان اور جماعت کے درمیان دو رکعت نفل ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: حنفیہ کے نزدیک نماز مغرب کی اذان اور جماعت کے مابین دو رکعت نفل پڑھنا فی نفسہ مباح ہے، کیونکہ اس وقت میں بذاتہ کوئی کراہت نہیں ہے۔ لیکن چونکہ عام طور پر اس میں مشغول ہونے کی وجہ سے مغرب کی فرض میں تاخیر ہوجاتی ہے، اس لئے فقہاء کرام نے ان دو رکعتوں کو مکروہ یعنی خلاف اولیٰ قرار دیا ہے۔

نیز چونکہ عوام میں ان دو رکعتوں کے پڑھنے کا رواج نہیں ہے اس لئے نہ عوام میں اس کی ترغیب دی جائے اور نہ مسجد میں اس کا اہتمام کیا جائے، کیونکہ اس سے عوام میں تشویش پیدا ہوتی ہے، اور ایک مباح عمل کی وجہ سے عوام کو تشویش میں مبتلا کرنا درست نہیں، نیز اس کی وجہ سے نماز باجماعت میں زیادہ تاخیر ہوسکتی ہے جو مناسب نہیں ہے۔ البتہ چونکہ بعض صحابہ کرامؓ سے ان دو رکعتوں کا پڑھنا ثابت ہے اس لئے اس کا انکار کرنا بھی درست نہیں۔ (ماخذہ: تبویب: ۳۸/۴۱۳)

سوال: مغرب کی اذان اور جماعتِ نماز کے درمیان کم از کم کتنے منٹ کا وقفہ ہونا چاہئے؟

جواب: مغرب کی نماز میں مستحب یہ ہے کہ اذان کے بعد بغیر تاخیر اقامت اور نماز پڑھی جائے، البتہ نمازیوں کو جماعت اور تکبیر اولیٰ فوت ہونے سے بچانے کے لئے اگر ایک دو منٹ کی تاخیر کی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بغیر کسی معتبر عذر یا ضرورت کے اس سے زیادہ تاخیر نہ ہونی چاہئے۔ کیونکہ مغرب کی اذان کے بعد نمازِ مغرب میں اتنی تاخیر کرنا جس میں دو رکعت نماز ادا کی جاسکے بالاتفاق اور بلاکراہت جائز ہے، البتہ عام حالات میں اس سے زیادہ وقفہ کرنا خلافِ استحباب ہے۔ اس سے زیادہ تاخیر میں تفصیل ہے اور وہ یہ

ہے کہ اگر ستارے ظاہر ہونے سے پہلے پہلے تک تاخیر ہوتو مکروہ تنزیہی اور خلافِ اولیٰ ہے، مگر اس قدر تاخیر کرنا کہ آسمان میں ستارے ظاہر ہوجائیں مکروہ تحریمی ہے۔ واضح رہے کہ یہ دورانیہ منٹ اور سیکنڈ کے حساب سے تمام خطۂ زمین میں یکساں نہیں ہوگا بلکہ مختلف ہے، اس لئے ہر علاقے والے اپنے اپنے علاقے کے حساب سے اس وقفہ کو متعین کرسکتے ہیں۔(البحر الرائق:١:٢٦١)

سوال: کچھ لوگوں نے انتیس یا چالیس یا کم وزیادہ بھیڑ، بکریاں پال رکھی ہوتی ہیں وہ خود چراتے ہیں اور گھریلو کام کاج کے لئے کام میں لاتے ہیں اور ان کی تجارت کی نیت نہیں ہوتی، تو آیا ان کی قیمت لگا کر سب پر تقسیم کرکے قربانی کی جائے یا ایسے مویشیوں پر قربانی نہیں ہے؟

جواب: سوال کا مقصد پوری طرح واضح نہیں۔ اصولی بات یہ ہے کہ جو بکریاں تجارت کی نیت سے نہیں خریدی گئیں ان کی قیمت پر زکوۃ یا قربانی واجب نہیں۔ اسی طرح جس کی ملکیت میں چالیس سے کم بکریاں ہوں (خواہ تجارت کی نیت سے خریدی گئی ہوں یا تجارت کی غرض سے رکھی ہوئی ہوں یا تجارت کی غرض سے نہ ہوں بلکہ گھریلو ضرورت کے لئے ہوں) ان کی قیمت پر بھی زکوۃ یا قربانی واجب نہیں۔ نیز اگر بکریاں تو چالیس سے زائد ہیں لیکن کئی آدمیوں میں مشترک ہیں، اگر سب پر تقسیم کی جائیں تو ہر ایک کے حصے میں چالیس سے کم بکریاں آتی ہوں تو اس صورت میں بھی ان کی قیمت پر زکوۃ یا قربانی واجب نہیں۔ اگر مقصدِ سوال کچھ اور ہوتو اس کی تفصیل لکھ کر دوبارہ جواب حاصل کیا جاسکتا ہے۔

سوال: اگر کسی کے پاس ساٹھ بکریاں ہیں اور وہ چھ بھائی ہیں اور ان کے اوپر قرض اتنا ہے کہ وہ قرض ساٹھ بکریوں کی قیمت لگا کر بھی ادا نہیں ہوتا اور ان کے پاس اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو ان پر قربانی واجب ہے یا نہیں؟

جواب: اگر واقعۃً شخص مذکور (اور اس کے بھائیوں) کی ملکیت میں صرف ساٹھ بکریاں ہیں اور اس پر جو قرض ہے وہ ان بکریوں کی قیمت سے بھی زیادہ ہے جبکہ بقولِ سائل اس کے علاوہ اس شخص کے پاس کچھ نہیں ہے۔ تو اس صورت میں اس شخص پر یا اس کے بھائیوں پر قربانی واجب نہیں۔

☆☆☆

مولانا محمد راحت علی ہاشمی

جامعہ دارالعلوم کراچی کے شب وروز

یوم استقلال پاکستان کی تقریب کا انعقاد

حسب ہدایت نائب رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم ۲/ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۴/اگست ۲۰۱۸ء منگل کے روز بناء پاکستان کے مقصد کے استحضار اور پاکستان میں اسلامی قانون کے نفاذ اور ملک کے استحکام وترقی کی دعاؤں کے لئے سابقہ معمول کے مطابق صبح آٹھ بجے جامعہ دارالعلوم کراچی میں تقریب منعقد کی گئی، اس سے پہلے نماز فجر کے فوراً بعد تمام مقیم طلبہ اور اساتذۂ کرام نے قرآن کریم کی تلاوت اور آیت کریمہ کا ورد کیا، بعدازاں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے دعاء کروائی جس میں پاکستان کے حصول کی جدوجہد میں شامل تمام اسلاف وافراد کی مغفرت وترقیٔ درجات کے لئے دعاء کی گئی اور مملکتِ خداداد پر شکر ادا کرتے ہوئے یہاں اسلامی قوانین واسلامی معیشت ومعاشرت کے مکمل نفاذ کے لئے اور پاکستان کی سلامتی وتحفظ اور اس کے اسلامی تشخص کی بقا کے لئے دعائیں کی گئیں۔

صبح آٹھ بجے سے جلسہ شروع ہوا جس کے تمام انتظامات جامعہ دارالعلوم کراچی کے استاذ حدیث، مدرسہ ابتدائیہ وثانویہ ومدرسۃ البنات کے ناظم جناب مولانا رشید اشرف سیفی صاحب، حفظہ اللہ، کی نگرانی میں انجام پائے جس میں جامعہ کے تعلیمی شعبوں، مدرسہ ابتدائیہ وثانویہ، حرا فاؤنڈیشن اسکول، شعبۂ دارالقرآن اور درس نظامی کے طلبہ نے حصہ لیا اور تلاوتِ قرآن کریم، حمد ونعت، ملی ترانے اور مختلف ملکی زبانوں میں تقریریں کرکے حاضرین سے داد وصول کی، مدرسہ ابتدائیہ وثانویہ اور درس نظامی کے طلبہ پر مشتمل مختلف دستوں نے پریڈ کا شاندار مظاہرہ کیا۔

نائب رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کو مدرسہ ابتدائیہ وثانویہ ودرس نظامی کے طلبہ گاڑیوں کے قافلے میں سلامی پیش کرتے ہوئے اور پریڈ کرتے ہوئے بڑے اعزاز کے ساتھ

جلسہ گاہ میں لے کر آئے۔

حضرت والا مدظلہم کی آمد پر پرچم کشائی کی گئی جس میں حضرت والا کے ساتھ دورۂ حدیث کے اساتذہ کرام بھی شامل تھے۔

طلبہ کے مختلف دلچسپ مظاہروں کے بعد جامعہ دارالعلوم کراچی کے استاذ الحدیث حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم نے پاکستان کی مادی اعتبار سے اہمیت ونافعیت پر جامع اور مؤثر خطاب فرمایا، آپ نے فرمایا کہ وطن عزیز اپنے قدرتی، معدنی، معاشی اور انسانی وسائل کی رو سے بھی اور اپنے محل وقوع کے اعتبار سے بھی ملکوں کی دنیا میں منفرد خصوصیات کا حامل ہے، ہماری زمینیں سونا اگلتی ہیں۔ ہمارے ہاں محنت کش، مخلص اور دیانتدار افراد کی کمی نہیں۔ ہر طرح کے موسم ہمارے ملک میں موجود ہیں۔ کسی بھی موسم میں آپ ملک کے دوسرے حصے میں جاکر الگ موسم سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حکومتوں کا معاملہ الگ ہے اور ملک کا معاملہ الگ ہے، ریاست اور چیز ہے، سیاست اور چیز ہے، اس لئے ہمیں اپنے ملک کی قدر کرنی چاہئے اور اس کی ترقی وخوشحالی کی فکر میں مصروف رہنا چاہئے۔

آخر میں نائب رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے بڑا وقیع مؤثر اور بصیرت افروز خطاب فرمایا، (آپ کا یہ خطاب شامل اشاعت ہے) تقریب کے منتظمین خاص طور پر اس کے روح رواں جناب حضرت مولانا رشید اشرف صاحب، حفظہ اللہ کی خدمات کی تعریف کرتے ہوئے ان کی صحت عاجلہ مستمرہ کے لئے دعاء فرمائی۔ اور طلبہ کی حسن کارکردگی کی تحسین فرمائی۔

حضرت والا مدظلہم ہی کی دعاء پر یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا، حسب معمول اس جلسہ میں جامعہ دارالعلوم کراچی کے تمام تعلیمی وانتظامی شعبوں کے تمام کارکنان شریک رہے، جلسہ سے فراغت کے بعد جامعہ میں تعطیل کردی گئی۔ حراء فاؤنڈیشن اسکول کے گرلز کیمپس میں اور مدرسۃ البنات میں چھوٹے بچوں اور بچیوں نے علیحدہ علیحدہ اپنا جلسہ منعقد کیا جس میں مختلف دلچسپ پروگرام پیش کئے گئے۔

جامعہ دارالعلوم کراچی میں صلاۃ الاستسقاء ادا کی گئی

حسب ہدایت نائب رئیس الجامعہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم ۲۸ر ذیقعدہ، ہفتہ تا یکم ذوالحجہ ۱۴۳۹ھ پیر، جامعہ دارالعلوم کراچی میں صلاۃ الاستسقاء ادا کی گئی، جس میں جامعہ کے تمام

اساتذہ وطلبہ نے شرکت کی ،اکابر اساتذہ کی درخواست پر پہلے دن امامت حضرت والا مدظلہم نے فرمائی اور دوسرے اور تیسرے دن کے لئے بالترتیب حضرت مولانا محمود اشرف مدظلہم اور حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہم کو نامزد فرمادیا چنانچہ بقیہ دونوں دنوں میں حسب ارشاد یہ عمل انجام پایا۔حق تعالیٰ تمام مسلمانوں بالخصوص اہل کراچی کو اس سنت پر عمل کرنے کی برکات سے مالا مال فرمائے۔آمین۔

حجاج کرام کی واپسی

رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم العالی اپنے دیگر اہل خانہ واحباب کے ساتھ بروز بدھ ۱۷/ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۹/اگست ۲۰۱۸ء کو الحمدللہ بخیر وعافیت حج کے سفر سے بخیر وعافیت تشریف لے آئے ہیں۔اس سال جامعہ دارالعلوم کراچی کے بہت سے حضرات کو اللہ تعالیٰ نے حج کی سعادت سے مالا مال فرمایا ہے، جن کا ذکر گزشتہ شمارے میں آچکا ہے۔سب حضرات الحمدللہ بخیریت واپس تشریف لاچکے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کے حج کو مقبول ومبرور فرمائیں اور حرمین شریفین کی برکات شامل حال رکھیں۔آمین۔

مجلس اساتذۂ کرام

بروز بدھ بتاریخ ۳/ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ اور بروز ہفتہ بتاریخ ۶/ذی الحجہ، حضرت نائب صدر جامعہ دارالعلوم کراچی مدظلہم کی زیر صدارت مرحلۂ عامہ وخاصہ کے اساتذۂ کرام کی تربیتی نشست منعقد ہوئی۔جس میں حضرت والا مدظلہم نے اساتذۂ کرام کو تدریس کے حوالے سے زریں نصیحتیں فرمائیں۔اللہ تعالیٰ ان تمام ہدایات ونصائح پر ہم سب کو عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

دعائے مغفرت

جامعہ دارالعلوم کراچی کے استاذ الحدیث ومفتی حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے بڑے صاحبزادے جناب مولانا حماد اشرف عثمانی، رحمۃ اللہ علیہ، ۲۳/ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ (۶/اگست ۲۰۱۸ء) پیر کے روز لاہور میں اچانک انتقال کرگئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون . ان للہ ماأخذ ولہ ماأعطی و کل شئی عندہ باجل مسمی**، پیر اور منگل کی درمیانی رات میں اس حادثے کی اطلاع ملی۔ منگل کی صبح نمازِ فجر کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے حاضرین کو اس سانحے سے آگاہ فرماتے ہوئے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی تلقین فرمائی۔پھر مرحوم کے لئے

کامل مغفرت وبلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائی، نیز پسماندگان بالخصوص والد محترم حضرت مولانا مفتی محمود اشرف صاحب عثمانی مدظلہم کے لئے بھی دعاء فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مولانا کو صحت وسلامتی عطا فرمائے ۔اور اس سانحہ کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین ۔

منگل کے دن صبح گیارہ بجے دارالعلوم اسلامیہ لاہور میں حضرت مولانا محمود اشرف عثمانی صاحب مدظلہم نے اپنے جواں سال مرحوم صاحبزادے کی نماز جنازہ پڑھائی ،جس میں اعزہ واقرباء وعلماء کرام کے علاوہ دیگر حضرات بھی بڑی تعداد میں شریک ہوئے ۔وہیں کے مقامی قبرستان میں جہاں حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ اور اہلیہ محترمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ وغیرہ مدفون ہیں ،مرحوم کی تدفین کی گئی ۔

۲۲؍ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ (۵؍اگست ۲۰۱۸ء) اتوار کے روز مدرسۃ البنات جامعہ دارالعلوم کراچی میں عالیہ سال دوم کی طالبہ ملیحہ خان بنت محمد ایوب خان کا طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔مرحومہ خاصہ سال اول سے یہاں زیر تعلیم تھیں ،نماز جنازہ عشاء کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی اقتداء میں ادا کی گئی ۔تدفین جامعہ کے جدید قبرستان میں ہوئی ۔

جامعہ کے فون آپریٹر ارشد صاحب کے سسر کا بھی ۲۴؍ذوالحجہ ۱۴۳۹ھ ۵؍ستمبر ۲۰۱۸ء بدھ کے روز انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

۲۷؍ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۸؍ستمبر ۲۰۱۸ء ہفتہ کے روز رئیس الجامعہ دارالعلوم کراچی حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے بڑے بھائی مرحوم محمد رضی عثمانی صاحبؒ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوگیا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ،مرحومہ نہایت عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں ، ۲۸؍ذوالحجہ ،اتوار کی صبح تقریباً سات بجے حضرت رئیس الجامعہ کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی گئی ۔جس میں اعزہ واقرباء کے علاوہ جامعہ کے اساتذۂ کرام اور طلبہ نے شرکت کی ،جامعہ دارالعلوم کراچی کے قدیم قبرستان میں تدفین ہوئی ۔

مولائے کریم مرحومین کی کامل مغفرت فرما کر درجات عالیہ عطا فرمائے ۔پسماندگان کو صبر جمیل اور فلاح دارین عطا فرمائے ۔آمین ۔قارئین سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے ۔

☆☆☆

نقد و تبصرہ

تبصرے کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے ارسال فرمائیے

تبصرہ نگار کا مؤلف کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

نام کتاب .... میرے چند اساتذۂ کرام
تالیف .... ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن صاحب مدظلہم
ضخامت .... ۵۸۲ صفحات، عمدہ طباعت، قیمت: درج نہیں
ناشر .... مسجد الفرقان، ملیر کینٹ، کراچی

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر، حافظ، قاری جناب فیوض الرحمٰن صاحب جدون، دامت برکاتہم نے اپنی تعلیمی زندگی کے آغاز سے لے کر اب تک جن حضرات اساتذۂ کرام، مشائخ عظام اور عرب وعجم کی علمی وروحانی شخصیات سے استفادہ کیا ہے خواہ وہ استفادہ صرف اجازتِ حدیث، اجازتِ بیعت یا ایک آدھ سبق پڑھنے ہی کی حد تک کیوں نہ ہو، ان سب حضرات کے ضروری ضروری اور دستیاب حالات، زیرِ نظر کتاب میں درج کردیے ہیں۔ متعدد حضرات کے خطوط وتقریظات خود ان کے عکسِ تحریر میں شائع کئے گئے ہیں، کئی اساتذۂ کرام کی اسناد کے فوٹو بھی شاملِ اشاعت ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اپنے بعض اساتذۂ کرام سے ان کے حالات خود ان کے ہاتھ سے لکھوالئے تھے جو اس کتاب کا حصہ بنادیے گئے ہیں۔ سو سے زائد شخصیات کا تذکرہ اس ضخیم مجموعے میں محفوظ ہوگیا ہے جو مستند بھی ہے معلومات افزا بھی، تجربات کا مرقع بھی ہے اور علم وحکمت کا گنجینہ بھی۔ ساتھ ساتھ خود جناب ڈاکٹر فیوض الرحمٰن صاحب کا سوانحی خاکہ بھی کتاب میں درج کردیا گیا ہے۔

الغرض یہ جدوجہد ہر لحاظ سے مفید ہے اور اس طرح کے کام کرنے والوں کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہم اس کی اشاعت پر جناب ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ مولائے کریم فاضل مولف مدظلہم کا سایۂ عاطفت تادیر سلامت رکھے اور قارئین کو ان کی تالیفات سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(ابومعاذ)

☆☆☆



ہوٹل پر دستیاب ہے۔	آرڈر پر تیار کیے جانے والے کھانے
بہاری کباب -/200 روپے پلیٹ	زعفران بریانی + بمبئی بریانی + سندھی بریانی + چکن تکہ بریانی
گولہ کباب -/150 روپے پلیٹ	یخنی پلاؤ + افغانی پلاؤ + بخاری چاول + چکن مٹن مندی
بہاری چکن -/180 روپے تکہ	زعفرانی بادامی قورمہ + تکہ کڑائی + Live کڑائی + وغیرہ
ملائی بوٹی -/200 روپے پلیٹ۔	افغانی کڑائی + مغلیہ کڑائی + جنگلی کڑائی + کشمیری کڑائی
ریشم کباب -/150 روپے پلیٹ	چکن مٹن اسٹو + گرین کڑائی + شملہ کڑائی + چکن ہانڈی
پراٹھہ -/30 روپے عدد	سالم بکرا + سالم مٹن ران + بٹیر + خرگوش + سالم چکن
چپاتی -/10 روپے عدد	بہاری چکن + گولہ کباب + دھاگہ کباب + فرائی کباب + گرین تکہ
	ملائی تکہ + لبنانی بوٹی + لبنانی تکہ + چندن کباب + ریشم کباب
	دودھ دلاری + ربڑی کھیر + آئسکریم + چیری کریم اور بہت کچھ

شادی بیاہ و دیگر ہر قسم کی تقریبات کے لئے ہر قسم کے کھانے تیار کیے جاتے ہیں۔

ہر قسم کی کمپنیوں کے لنچ اور ہر قسم انڈسٹریل کچن کے کھانوں کا انتظام ہے
ملٹی نیشنل اور نیشنل کمپنی کے لیبر کے کھانوں کے لیے رابطہ کریں

Imtiaz Hussain Ansari
0333-9233940 / 0315-2026456

f /nizamuddinansari

Bus Stop # 02, Opp, Baloch Masjid, Liaquatabad, Karachi.



نوٹ: فائل کا حجم کم کرنے کیلئے شمارے میں موجود تمام بڑے رنگین اشتہار اس ایک فائل میں چھوٹے سائز میں شامل کئے گئے ہیں۔ راشد

رجسٹرڈ نمبر MC-675 "ماہنامہ البلاغ" کراچی